ماہنامہ محدث لاہور

شمارہ نمبر:33 ۔۔۔۔جلد نمبر 4 ۔۔۔۔ شمارہ نمبر2،1 ۔۔۔۔ جنوری،فروری 1974ء ۔۔۔۔ محرم،صفر1394ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیرِ بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: 20روپے   زرِ سالانہ: 200روپے   بیرون ملک: 20ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ200روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث، 99۔جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور54700۔ فون نمبر: 35866476 / 3586639 - 042

موبائل: 4600861 - 0305

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغِ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاءاللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

فکر و نظر 2
سورۃ البقرہ 6
فرضی خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہ کے ایک دلچسپ وکیل 14
اسلامی سربراہ کانفرنس 23
اسلامی یونیورسٹی (مدینہ طیبہ) 27
مدینہ منورہ سے ایک مکتوب 31
مُلّا صدر الدین شیرازی 32
عکس تحریر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی 35
ٹوٹا ہوا پتھر 37
تعارف و تبصرہ کتب 39

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

فکر و نظر کے کالموں میں محدث مدیر اعلیٰ کی یکم جنوری 1974ء کے روز "صدق" کے موضوع پر ریڈیو پاکستان سے "نشری تقریر" ہدیہ قارئین ہے۔(ادارہ)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم والذین امنوا باللہ و رسلہ اولئك هم الصدیقون(الحدید:19)

"صدق" کا لفظ ہمارے ہاں عموماً سچ بولنے کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ "اخلاق و فضائل" میں سچ بولنے کو بڑی اہمیت حاصل ہے تاہم "صدق" کا مفہوم "سچ کہنے" سے وسیع تر ہے کیونکہ بسا اوقات بظاہر سچی بات کہنے والا بھی اپنی حالت کے اعتبار سے جھوٹا ہوتا ہے اور ہم بھی اسے جھوٹا کہتے ہیں مثلاً ہم اپنے محاورہ میں اس وعظ کو جھوٹا کہیں گے جس کا عمل اس کے وعظ کے برعکس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں ایسے لوگوں کو جھوٹا کہا ہے جن کا قال حال سے مختلف ہو خواہ ان کی بات فی نفسہ کتنی ہی درست کیوں نہ ہو؟

مثلاً سورۃ "المنافقون" میں فرمایا:

اذا جآءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون ۔

(اے پیغمبرؐ) منافق لوگوں آپ کے پاس آن کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اللہ خوب جانتے ہیں کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن منافق جھوٹے ہیں۔

ظاہر ہے کہ منافقوں کی بات واقعہ میں بالکل درست تھی لیکن چونکہ وہ آپ پر دل سے ایمان نہ لاتے تھے اس لیے جھوٹے قرار دیے گئے۔

قرآن کریم کی جو آیت کریمہ شروع میں تلاوت کی گئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے "صدیق" (بہت سچے) کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں یعنی دل سے اللہ اور اس کے رسولوں کو اس طرح تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تسلیم و رضا ان کا قال و حال بن جاتا ہے وہی "صدیق" ہیں۔ اسی حقیقت کو دوسری جگہ یوں واضح فرمایا:

احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا امنا وهم لا يفتنون ۔ ولقد فتنا الذين من قبلهم فليعلمن الله الذين صدقوا اوليعلمن الكذبين ۔ (العنکبوت:2،3)

کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ان کا زبان سے امنا کہہ دینا کافی ہے اور وہ زبانی جمع خرچ سے ہی نجات حاصل کر لیں گے (واضح ہو کہ) اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کی آزمائش کی تھی اور اب بھی سچ کہنے والوں کو جھوٹوں سے ممتاز کرے گا۔

ان آیات کے مفہوم سے بالکل واضح ہے کہ "صدق" تسلیم و رضا اور راست روی کے بغیر تکمیل نہیں پاتا۔ جن لوگوں نے اس مفہوم کو مد نظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

رکھا انہوں نے اس کی حقیقت کو اپنایا اور صدیق قرار پائے ابھی چند روز بعد مسلمان خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی یادگار منائیں گے جسے عید الاضحیٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام کی وہی تسلیم ورضا اور صدق کی یادگار ہے جس کی بناء پر انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "صدیق" کا خطاب ملا۔ قرآن نے مختلف مقامات پر یہ ساری روئیدادیوں پیش کی ہے:

اذ قال له ربه اسلم لا قال اسلمت لرب العلمين (البقرہ:131)

واذابتلى ابراهيم ربه بكلمت فاتمهن (البقرہ:124)

انه كان صديقا نبيا (مریم:41)

یعنی اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مسلمان بننے کا حکم فرمایا تو ابراہیم نے رب العالمین کا فرمانبردار بننے کا اقرار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی ہر طرح سے آزمائش کی تو تن من دھن سے پورے اترے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے "صدیقیت" کے خلعت سے نوازا۔

عورتوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو قرآن "صدیقہ" کے لقب سے یاد کرتا ہے صنف نازک کی کمزوری کے مدنظر کٹھن حالات میں مریم علیہا السلام کا اعلیٰ کردار ان کی صداقت کی منہ بولتی تصویر ہے انہی نفوس قدسیہ کی سچی یاد کو قرآن "لسان صدق" (مریم:50) اور اسی طرح کے راست اقدام کو "قدم صدق" (یونس:3) سے س تعبیر کرتا ہے۔

زبان رسالت ﷺ سے یہی خطاب خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ملے۔ ظاہر ہے کہ اس خصوصی خطاب کی وجہ سے صرف یہ نہ تھی کہ سچ بولنے میں ان کا مرتبہ دوسرے صحابہ سے بلند تر تھا بلکہ اس خطاب کے یہ دونوں اس لیے مستحق ہوئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے کامل سپردگی اور تسلیم ورضا کے پیکر ہونے میں اپنی مثال آپ تھے۔

صدق اور صدیقیت کے معنی واضح ہو جانے کے بعد اگر یہ کہہ دیا جائے کہ صدق کو تمام اخلاق فاضلہ میں مرکزی اور بنیادی[1] حیثیت حاصل ہے اور یہ سب کی روح ہے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

ان چند باتوں کو سچائی کی اہمیت کے طور پر اوّلین حیثیت اس لیے دی گئی ہے کہ عموماً "صدق" کے بیان میں یہ حصہ بین السطور رہ جاتا ہے۔ واخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین۔

نعمت المرضعۃ وبئست الفاطمۃ

"انا ولا غیری" کے جہاں نقارے بجتے ہیں وہاں ماتم کی دھنیں بھی بلند ہوتی ہیں، جہاں دنیا کا دستور ہی کچھ ایسا ہے:

دریں چمن کہ بہار دخزاں ہم آغوش است

زمانہ جام بدست وجنازہ بردوش است

---

[1] واضح رہے کہ ریڈیو پاکستان پر تقاریر کے سلسلہ "اخلاق وفضائل" کی یہ پہلی تقریر تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل تک پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ جناب غلام مصطفیٰ کھر، مملکت پاکستان کے سب سے بڑے اور سب سے عظیم صوبے کے سیاہ و سفید کے مالک تھے، آواز میں طنطنہ تھا، گونج تھی، گرج تھی، رفتار میں بلا کی شوخی تھی، نگاہ میں مستیٔ اقتدار کا خمار تھا، ان کی ہر بات قانون تھی، قانون شکن تھی، ان کے ماتھے کی ہر شکن ملک و ملت کی تقدیر کی سطریں تصور کی جاتی تھی، جدھر کورخ کرتے ادھر کو آسمان بدل جاتا، زمین بدل جاتی۔ ان کے اشارہ ابرو پر سمندر کی لہریں رقص کرتیں، سیلاب کے رُک بدل جاتے، قائد پنجاب تھے، زندہ بات تھے۔ کھڑے ہوتے تو قبروں سے مردے اُٹھ کھڑے ہوتے، حکم دیتے تو چاروں طرف سے ''حق حق'' کی صدائیں بلند ہوتیں، قوم کے بدمعاش، ان کی آواز پر ان کے ملائکہ دکھائی دیتے، سر جھکا کر پر مارتے، لبیک لبیک کا شور مچاتے، پھر وہ کاٹ کرتے کہ چشم زدن میں گستاخوں اور کافروں کے کشتوں کے پشتے لگ جاتے، حسین تھے، محبوب تھے، محبوب عوام تھے۔ قائد پنجاب تھے، ان کی لٹھ میں جان تھی، قہر الٰہی تھی، بنیا تھی، بلا کی قوت شامہ رکھتی تھی، سونگھ کر سب کچھ بتا دیتی اور فیصلہ سنا دیتی، مگر سنا ہے کہ:

وہ صاحب اب ''غفرلہ'' ہوگئے ہیں۔ جاتے ہوئے خوب تڑھے ہیں، بلبلائے ہیں، بے وفاؤں کو اپنے ''مظالم'' کے یوں واسطے دیے جاسے قوم پر وہ بھی ان سے کوئی ''کرم'' تھے، اب نگاہوں میں سکنت، زبان میں لجاجت، بات مین ارادت، آواز میں سعادت مندی تھی، لٹھ گھمانے والے، قوم کو اب دعائیں دینے لگے۔ سفارشیں سننے والے اب سفارش کرنے کو اُٹھ دوڑے، الغرض جنہوں نے ان کے یہ دونوں دور دیکھے، بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا:

وداع و وصل جداگانہ لذتے دارد

ہزار بار برد، ہزار بار بیا

انہوں نے اقتدار کو دوبالا کرنے کے لیے بڑے بڑے جتن کیے، سفر و حضر میں جناب بھٹو کے ساتھ رہے کہ اقتدار کی ریوڑیاں تقسیم ہوں تو یہ محروم نہ رہیں، وقت آیا تو گورنر بنے، گورنر بھی ''حجری دور'' کے، قرون مظلمہ کی تاریخ دہرا دی، جب محسوس ہوا کہ ''گورنری'' اور اس کا رنگ کچھ پھیکا پڑنے کو ہے، رعب وداب دوآتشہ ہونے کی بجائے ڈاؤن ہونے والا ہے تو پوری برق رفتاری کے ساتھ گدی بدلی، قومی اسمبلی کی سیٹ کی قربانی دی کہ مزا کرکرہ ن ہو، وزیر اعلیٰ بنے کہ شاید پہلے سے بھی کچھ ''سوا'' ہاتھ لگے۔ کروفر سلامت رہے دن دونی رات چوگنی ترقی ہو مگر آہ:

ہم نے لاکھ ہی آشیاں بدلے

ابر کی برق باریاں نہ گئیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا سچ فرمایا:

نعمت المرضعة و بئست الفاطمة (بخاری)

اقتدار کی ابتداء خوب اور انتہا بری ہوتی ہے۔'' بالکل یوں جیسے دودھ پلانے والی ماں جب تک دودھ پلاتی ہے اچھی لگتی ہے لیکن جب وہی ماں دودھ چھڑانے لگتی ہے تو بچے کی جان پر بن جاتی ہے۔

جناب کھر کی پوری ہسٹری، اقتدار سے پہلے، دوران اقتدار اور اقتدار کے بعد کی گھڑیاں، مرقع عبرت ہیں، جو لوگ چند روزہ اقتدار کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بدحواس ہورہے ہیں، انہیں ان کے انجام سے سبق لینا چاہیے۔ وہ خاص کر ان لوگوں کے انجام سے جو اقتدار کے دنوں میں بدمست اور غیر محتاط ہورہے۔

کھر صاحب کی علیحدگی، کچھ آخری حادثہ نہیں ہے کہ کہیں چلو چھٹی ہوئی بلکہ رونا یہ ہے کہ یہ اس جوڑ توڑ کی سروس کی بسم اللہ ہے، جس کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ خدا جانے اس کا کیا انجام ہو، اور ملک کے سب سے بڑے صوبے بلکہ پورے ملک کو اس کا کل خمیازہ بھگتنا پڑے۔ جو اَبر اُلٹا ہے، خدا جانے برق باریاں کتنی کرے۔ اور ان کا نتیجہ کیا نکلے۔ بہر حال خود اصحاب قصہ بھی حیران ہیں کہ خبر نہیں کل کیا ہو؟

خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے

اگر ماہی کہے، دریا کہاں ہے

----::::----

التفسیر والتعبیر،
مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن

سورۃ البقرہ
(قسط 6)

ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الآخر و ما ھم بمؤمنین- یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون- فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون- واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون- الا انھم المفسدون ولکن لا یشعرون- واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھآء الا انھم ھم السفھآء ولکن لا یعلمون- واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن- اللہ یستھزی بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون- اولئك الذین اشترؤا الضللۃ بالھدیٰ فما ربحت تجارتھم وما کانو مھتدین-

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ ان پر ایمان نہیں لائے۔ (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے ہیں، دھوکا دیتے ہیں اور حقیقت میں دھوکا نہیں دیتے مگر اپنے آپ کو ان کے دلوں میں (پہلے ہی سے کفر کا) مرض تھا اب (قرآن نازل کر کے) اللہ نے ان کا مرض (اور بھی) بڑھا دیا اور ان کو ان کے جھوٹ بولنے کی سزا میں عذاب دردناک (ہونا) ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ملک میں فساد نہ پھیلاؤ (تو) کہتے ہیں کہ ہم تو (لوگوں میں) میل جول کرنے والے ہیں اور بس سنو جی یہی لوگ فسادی ہیں لیکن نہیں سمجھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح (اور) لوگ ایمان لائے ہیں تم بھی ایمان لے آؤ (تو) کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی (اسی طرح) ایمان لے آئیں جس طرح (اور) احمق ایمان لے آئے؟ سنو جی! یہی لوگ احمق ہیں لیکن نہیں جانتے اور جب ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں (تو) کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (مسلمانوں کو) بناتے ہیں (حقیقت میں) اللہ ان کو بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے ٹامک ٹوئیاں مارا کریں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی سو نہ تو ان کی تجارت سود مند ہوئی۔

....

صورت و معنیٰ: حروف مقطعات کا سب سے بڑا فائدہ "خوئے تسلیم و رضا اور آمنا و صدقنا" میں حصول پختگی ہے، بلکہ قرآن حکیم سے استفادہ کرنے کی یہ شرط اولین بھی ہے۔ (الم)

ریب و تذبذب زہر قاتل ہے، تسلیم و رضا کے لیے بھی اور قرآن سے کسب فیض کے لیے بھی، اس لیے پہلے اس سلسلے میں اطمینان حاصل کر لینا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

چاہیے۔ اگر دل کے کسی گوشہ میں یہ مرض موجود ہو تو پہلے اس سے اپنا پیچھا چھڑانا چاہیے! (لا ریب فیه)

مندرجہ بالا دو مرحلوں کے بعد ہی دل میں ''تقویٰ'' کی وہ سکت پیدا ہو جاتی ہے جو اپنے اندر ہدایت جذب کرنے کا ملکہ رکھتی ہے۔ (هدی للمتقین)

ایمان بالغیب، اقامت الصلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، ماانزل پر ایمان اور آخرت کی جوابدہی کا احساس اور یقین، تقویٰ کے بنیادی عناصر ہیں، اسی کے ذریعے من جانب اللہ فیضان ہدایت کا نزول ہوتا ہے اور انہی پر انسان کی دنیوی صلاح اور فلاح کا انحصار ہے۔ (اولئك هم المفلحون)

جو لوگ بعض مصالح سیئہ کی بنا پر اڑ جاتے ہیں گو وہ محروم الایمان ہوتے ہیں مگر داعی حق کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان کو تبلیغ جاری رکھے۔ (سواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم)

(1) ومن الناس (کچھ لوگ): یہ فقرہ اور جملہ ''تحقیر'' پر مبنی ہے، اس لیے کہ یہ منافق آبادی کے لحاظ سے معمولی اقلیت تھے یا اس لیے کہ ذلیل پیشہ، تقیہ باز اور بزدل لوگ تھے۔ جو خود صحابہ کے عہد میں بالکل گنتی کے رہ گئے تھے۔

قال زید بن وهب: کنا عند حذیفة فقال ما بقی من اصحاب هٰذه ..... الاية (فقاتلوا ائمة الكفر) الا ثلثة ولا من المنافقین الا اربعة...... احدهم شیخ کبیر ولو شرب الماء البارد لما وجد برده (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورہ براۃ)

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر تھے تو انہوں نے کہا کہ اس آیت (فقاتلوا ائمة الكفر) کے مصداق صرف تین شخص باقی رہ گئے ہیں اور منافقین میں سے صرف چار...... ان میں سے ایک تو اتنا بوڑھا ہو گیا کہ اگر وہ ٹھنڈا پانی پیے بھی تو اسے ٹھنڈک محسوس نہ ہو۔

بعض جگہ یا بعض اوقات ان کی تعداد بارہ بھی ذکر کی گئی ہے۔

قال عمار .... ولکن حذیفة اخبرنی عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی اصحابی اثنا عشر منافقا ۔ الحدیث (رواہ مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:..... ہاں حضرت حذیفہ نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں بارہ منافق ہوں گے۔

حتی اذا کنا بالعقبة فاذا انا باثنی عشر راکبا قد اعترضوه فیها قال فانبهت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بهم فصرخ بهم فولوا مدبرین..... قال هؤلاء المنفقون الی یوم القیمة (ابن کثیر تفسیر سورہ براۃ)

یہاں تک کہ (چلتے چلتے جب) ہم گھاٹی پر پہنچے تو اچانک بارہ سوار ہمیں سامنے آتے ہوئے ملے، چنانچہ میں نے حضور ﷺ کو ان سے آگاہ کیا، آپ نے ان کو زور سے آواز دی تو وہ دم دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے...... آپ نے فرمایا یہ منافق لوگ ہیں جو ہمیشہ منافق ہی رہیں گے۔

امام طبرانی نے ان گھاٹی والوں کے یہ نام تحریر کیے ہیں:

معتب بن قشیر، دویعہ بن ثابت، جد بن عبداللہ، ابن بتل بن عمرو بن عوف، حارث بن یزید الطائی، اوس بن قیظی، حارث بن سوید، سعد بن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

زرارہ، قیس بن فہد، سوید بن داعس بن الحنبلی، قیس بن عمرو بن سہل، زید بن اللعیت، سلالۃ بن الحمام وہما من بنی قینقاع (ابن کثیر سورت برأت)

الغرض منافقوں کی تعداد گو ان سے کہیں زیادہ تھی تاہم مجموعی لحاظ سے کچھ زیادہ قابل ذکر جمعیت نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو ان کو نفاق کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ تاہم جتنے تھے شرارت پیشہ تھے اور بدنام تھے۔ اس لیے ''کچھ لوگ'' کہہ ان کی تحقیر کی گئی ہے۔

(2) من یقول (جو منہ زبانی دعوے کرتے ہیں) جب سچی مسلمانی سے جھولی خالی ہوتی ہے اس وقت ایک مدعی کو زبانی کلامی اپنی ''مسلمانی'' کا ڈھنڈورہ پیٹنے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ مشک خالص ہو تو عطار کے پروپیگنڈہ سے بے نیاز ہوتا ہے ورنہ عطار ہی کو اس کی کارسازی کرنا پڑتی ہے۔

قرآن حکیم نے ان کی کیفیت کی یوں تصویر کھینچی ہے۔

واذا جآء ك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون (سورۃ المنفقون)

جب مناق آپ کے پاس آتے ہی تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (ٹھیک ہے) اللہ جانتا ہے کہ واقعی آپ اس کے رسول ہیں (مگر) اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق پکے جھوٹے ہیں۔

الذين قالوا امنا بافواههم ولم تؤمن قلوبهم (سورۃ مائدہ)

جو لوگ اپنے منہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے (مگر) ان کے دل ایمان نہیں لائے۔

يحلفون بالله انهم لمنكم وماهم منكم ولكنهم قوم يفرقون (توبہ)

وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ایک ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں بلکہ یہ ڈرپوک ٹولہ ہے۔ قسمیں صرف آپ کو خوش رکھنے کے لیے کھاتے ہیں اس لیے نہیں کہ اللہ خوش ہو۔

يحلفون بالله ليرضوكم

بات یہ نہیں تھی کہ کلمہ تو صدق دل سے پڑھا، بعد میں تذبذب میں پڑ کر ان کو تکلفات کی راہ اختیار کرنا پڑی بلکہ کلمہ بھی نیت بد سے پڑھا۔

واذا جآءكم قالوا امنا وقد دخلوا بالكفر وهم قد خرجوا به (مائدہ)

جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں (تو) کہتے ہیں ہم ایمان لائے، حالانکہ جیسے کفر لیے ہوئے آئے ویسے ہی لیے ہوئے واپس ہو گئے۔

اور ساتھ ساتھ وہ کڑھتے بھی ہیں کیونکہ ان کی دال نہیں گلتی۔

واذا لقوكم قالوا امنا واذا خلوا عضوا عليكم الانامل من الغيظ (آل عمران)

یہ (منافق) جب تم سے ملتے ہیں (تو) امنا کہتے ہیں اور جب علیحدہ ہوتے تو غصے کے مارے انگلیاں کاٹتے ہیں۔

نفاق کی ابتداء۔ منکر وحی اور دشمن دین بہادر ہو تو ''کفر بواح'' (ڈنکے کی چوٹ کفر) کا حامل ہوتا ہے، اگر وہ بزدل یا سیاسی گھاگ اور شاطر ہو تو اس کا کفر ''کفر نفاق'' ہوتا ہے۔ اور یہ عموماً اس وقت کروٹ لیتا ہے، جب ماحول اس کے لیے سازگار نہیں رہتا۔ مکہ میں کفر غالب تھا، اس لیے کفر نہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

"کفر بواح" تھا بلکہ جارح بھی تھا، اس لیے اس وقت کمزور اپنا ایمان یوں چھپاتے تھے جس طرح کوئی چور سے اپنی دولت کو۔ لیکن مدینہ منورہ میں اوس اور خزرج کے مسلمان ہو جانے کے بعد فضا یکسر بدل گئی تھی، خاص کر غزوہ بدر کے بعد، اس لیے جو منکر حق سیاسی شاطر یا بزدل تھے، انہوں نے اپنے کفر کو یوں چھپایا جس طرح چور چوری کو چھپاتا ہے۔ بس اس کا نام نفاق ہے۔ تقیہ کی طرح نفاق کا محرک بھی زیادہ تر خالصتاً سیاسی رہا ہے، چنانچہ مدینہ منورہ میں جب حضور ﷺ ہجرت کر کے تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی کے سر پر "تاج سروری" رکھا جانے والا تھا مگر حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد لوگوں کی توجہ بدل گئی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک، آفتاب عالمتاب کے سامنے حقیر ذرہ کی کوئی حیثیت نہ رہی۔ اس لیے جھوٹی عالی ظرفی کا ثبوت دیتے ہوئے، وہ "کفر در بغل" مسلمانوں میں گھل مل گیا اور مار استین بن کر اپنے مکروہ منصوبوں کی تکمیل میں اپنی پوری عمر کھپا دی۔ علیہ ما علیہ

نفاق کا دوسرا نام تقیہ ہے۔ حقائق کو چھپانا اور اندھیرے میں رکھ کر مارنا، دونوں کا طول و عرض ہے۔

بہر حال ان کے متعلق قرآن حکیم کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ ایمان کے سلسلے میں زبانی کلامی کتنے ہی بلند بانگ دعاوی کریں، دل میں جب تک نفاق کا کوڑھ ہے قبول نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی یہ لفظی شاطرانہ مسیحائی اُن کے کچھ کام آئے گی۔ (وما ہم بمؤمنین)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

ان الله لا ينظر الى صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم و اعمالكم (مسلم-ابو هريره)

اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور دھن دولت کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کی نگاہ تمہارے دلوں اور اعمال پر رہتی ہے۔

یعنی اگر دل میں کوڑھ تو تمہاری صد سالہ ریاضتیں بے کار ہیں اگر دل میں نور ایمان اعمال کی اساس ہے تو بعض بشری کمزوریوں سے درگزر بھی ممکن ہے۔

(3) **يخدعون**: (دھوکا دیتے ہیں) یہاں سے ان کے بزدلانہ اور گھٹیا کردار کی تفصیل پیش ہونے لگی ہے سب سے پہلے وہ چیز پیش کی گئی ہے جو "جان نفاق" ہے یعنی مخادعت ہے۔ بے خدا سیاسی دنیا میں اس کا نام ڈپلومیسی ہے اس کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اندھی اور بر خود غلط ہوتی ہے، اندھی اس لیے کہ اس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہوتی اور انجام سے بے پرواہ ہو کر عارضی "وقت کٹی" کی بنیادوں پر اپنے مستقبل کی عمارت تعمیر کرنے میں مصروف ہے اور بر خود غلط اس لیے کہ اپنی ان بوالعجبیوں میں فاش اور عریاں ہونے کے باوجود اس خوش فہمی میں بھی مبتلا ہوتی ہے کہ گو سامنے خدا بھی ہے، پر ان کو بھی "طرح دینے" میں وہ بالکل کامیاب ہے۔

کسی کو اندھیرے میں رکھ کر اس کے استحصال کرنے کا نام "مخادعت" (دھوکا دینا) ہے، ظاہر ہے کہ منافقوں کے سامنے خدا کی یہ حیثیت نہیں کہ اس کو اندھیرے میں رکھا جا سکے، کیونکہ وہ اس معاملہ میں تو خوف زدہ رہتے تھے کہ کہیں خدا ان کا یہ راز فاش نہ کر دے۔

يحذر المنفقون ان تنزل عليهم سورة تنبئهم بما في قلوبهم (سورہ توبہ:8)

منافق اس امر سے خائف رہتے تھے کہ کہیں ان پر کوئی سورت نازل ہو کر ان کے دلوں کا راز فاش کر دے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس لیے یہاں پر اصل مخادعت، خدا کے نام پر مسلمانوں کا استحصال کرنا اور اپنا اُلو سیدھا کرنا ہے۔ ہمارے نزدیک مخادعت کی یہ نوعیت جہاں محدود دائرہ میں انفرادی ہو سکتی ہے وہاں اس سے کہیں زیادہ سیاسی اور اجتماعی ہے جو عموماً سیاسئین سوء کا شعار رہا ہے۔ اپنے اقتدار اور سیاسی ساکھ کے استحکام کے لیے خدا اور رسول کے نام کو استعمال کر کے عوام کو اپنے گرد جمع رکھنے کا دستور، منافقت کا پرانا دستور ہے۔ گو وہ نہ سمجھیں، تاہم یہ بھی ایک اٹل حقیقت اور تاریخی تجربہ ہے کہ ایسے لوگ زیادہ دیر تک پس پردہ نہیں رہ سکے اور ننگے ہو کر بالآخر اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ فما بکت علیھم السمآء والارض وما کانوا منظرین (سورہ دخان) تو وہ یوں تباہ ہوئے کہ آسمان و زمین کی آنکھوں سے ایک آنسو بھی نہ ٹپکا اور نہ ان کو کچھ مہلت دی گئی۔...... وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون، کا یہی مطلب ہے کہ وہ مخادعت اور منافقت کے قدرتی بدنتائج سے بچ نہ سکے۔

(4) فزادھم اللہ مرضا: (اللہ نے ان کا مرض اور بڑھا دیا) ٹھوکر لگنے پر اگر آنکھیں کھل جائیں تو یہ صحیح عبرت پذیری ہے، جس کی خدا قدر کرتا ہے، اگر اس کے بجائے کوئی شخص پینترے بدل بدل کر اپنی کج روی کا تحفظ کرنے میں اور زیادہ تیز ہو جائے تو خدا اتنی ہی نسبت سے، کڑھنا، حسرت و نامرادی کی آگ میں جلنا اس کا مقدر بنا دیتا ہے۔ جیتا ہے اور کڑھتا ہے، جتنا سلجھاتا ہے اس سے کہیں زیادہ الجھتا ہے۔ بس اسی حسرت و یاس میں عمر تمام ہو جاتی ہے۔ بہر حال اہل نفاق کی یہ دوسری بدنصیبی کا ذکر کیا گیا ہے۔

(5) لا تفسدوا: (فساد نہ کرو) جو لوگ اپنی نادانیوں کو اپنے وقار کا مسئلہ بنا لیتے ہیں ان کو اپنی ایک غلطی کو ہضم کرنے کیلئے سینکڑوں غلطیوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ان کی تخریبی سرگرمیاں بھی بڑھ جایا کرتی ہیں۔ مثلاً ریاست کے حصول کے لیے ایمان کو ٹھہرایا، ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نادانی نہیں ہو سکتی مگر اپنے دل کو فریب دین کے لیے انہوں نے دھونس دھاندلی، مکر و فریب اور ریشہ دوانیوں کے سینکڑوں چکر چلا ڈالے تاکہ ننگوں کی ایک جمعیت بن جائے، اور وہ اس حمام خانے میں تنہا ننگے نہ رہیں۔

اسی طرح ایمان کا یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ غیر مسلموں کے ساتھ عدل و انصاف اور مروت ملحوظ رکھنے کے باوجود ان میں جذب ہونے یا ان کی دوستی کا دم بھرنے سے پرہیز کیا جائے مگر یہ چیز منافقوں کی پالیسی کے خلاف تھی، اس لیے "صلح کل" کے وعظ کی آڑ میں شکار کھیلتے رہے، اس پر قرآن کو کہنا پڑا کہ بھائی چارہ باہم کفار تو ہو سکتا ہے، مسلم اور کافر کے درمیان نہیں ہو سکتا۔ اگر اس نکتہ کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو فساد فی الارض کے طوفان اٹھ کھڑے ہوں گے۔

والذین کفروا بعضھم اولیآء بعض الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر (انفال:10)

اور جو کافر ہیں، ایک دوسرے کے وارث اور دوست ہیں، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ برپا ہو گا اور بڑا فساد (مچے گا)

بس اس کے جواب میں وہ سیاسی زبان میں کہتے ہیں کہ کافر و مسلم کی تفریق تنگ نظر ہے۔ انسانیت یا کم از کم رنگ و نسل اور وطن کے وسیع تر نظریہ پر بھائی چارہ اور دوستی کی بنیاد رکھنا چاہیے، اس لیے ہم جو کچھ کر رہے ہیں، وہ اصولی، اصلاحی اور عالی ظرفی کی بات ہے، فساد فی الارض کے طعنے دینا غلط ہے۔ خدا نے کہا کہ حدود اللہ کی پرواہ نہ کرنا ہی فساد فی الارض کی جڑ ہے۔ مگر گندم نما جو فروشوں کے لیے ان کا اعتراف کرنا مشکل ہے۔ اگر گندم کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گندم اور جو کو جو رکھ کر معاملہ کیا جائے تو عدل بھی ہے اور انصاف بھی، اگر جو کو گندم کہنے پر اصرار کیا جائے تو خلاف حقیقت ہونے کے علاوہ اس میں باہم الجھاؤ کے سامان بھی پیدا ہو جائیں گے اور ہوئے۔ مشرقی پاکستان کے کچھ لوگوں نے قوم ہنود کی دوستی سے دم بھرنے کا جو تجربہ کیا، وہ آپ کے سامنے ہے۔ اہل نفاق کا یہ تیسرا نمونہ وعظ ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ ایمانی غیرت سلامت رہے، مسلمانی کا احترام کیا جائے، انسانی بنیاد پر حسن معاملہ الگ بات ہے لیکن اعداء اللہ سے سلسلہ اخوت بڑھانا یا ان میں جذب ہونے کی کوشش کرنا، منافقت کی نشانی ہے، بگاڑ جڑ پکڑے گا اس سے امن غارت ہو گا یا ایمان۔

(6) کما امن السفھآء (جیسا کہ احمق ایمان لائے) ایمان کی بات منافق بھی کیا کرتے تھے، یعنی ضرورت ایمان کے وہ بھی قائل تھے، لیکن فرق صرف اتنا تھا کہ وہ ایسے ایمان پر ایمان رکھتے تھے جو ان کی مرضی کے تابع ہو اور وہ ان کے پیچھے چلے، اور یہ جو بھی حماقت کریں، اس کے لیے وہ کوئی وجہ جواز مہیا کرے۔ جب ان سے کہا گیا کہ ہمیں یہ ایمان قبول نہیں ہے، اگر ایمان چاہتے ہو تو یوں ایمان لاؤ، جیسے میرے رسولؐ کے صحابہ نے نمونہ پیش کیا ہے تو اس کے جواب میں انہوں نے جو کچھ کہا آپ کے سامنے ہے۔ راہ حق میں لٹ جانے کو صحابہ کرام ایمان کی معراج تصور کرتے تھے، ان کا ایمان دین کے تابع، جان قرآن کے تابع اور مال کتاب و سنت کے تابع تھے۔

اس لیے منافق ان کو دیوانہ اور العیاذ باللہ احمق کہتے تھے کہ ان لوگوں نے "دین ضیاع" قبول کیا ہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے کہ دراصل یہ خود احمق ہیں، صحابہ کا دین، "دین ضیاع" نہیں، "دین وفا" ہے۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ کے مقام کے یہ اہل رسوخ لوگ ہیں جن کو سمجھنا اہل نفاس جیسے بدذوق اور کاروباری سوداگروں کے لیے مشکل ہے۔

(7) انما نحن مستھزءون (ہم تو ان کو بناتے ہیں) اہل نفاق کی یہ ایک اور علامت بتائی گئی ہے کہ فریقین کے ساتھ یہ بزدل کس طرح پیش آتے ہیں؟ یعنی مسلمانوں سے ملے تو کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب اپنے ہم پیالہ و ہم نوالہ لوگوں سے ملتے تو کہتے یار! دل بُرا نہ کرنا، ہم تو مسلمانوں کو اُلو بناتے ہیں، ورنہ ہمیں ان سے کیا سروکار؟ یہ بالکل ویسی بات ہے، جیسی کچھ آج کل سیاست باز حرکتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ بہرحال یہ ان لوگوں کے گھٹیا کردار کے نمونے ہیں جن کے سامنے کوئی روحانی، اخلاقی اور عقلی اقدار اور اصول نہیں ہوتے، بلکہ ان کے سامنے کچھ "سفلی مقاصد" ہوتے ہیں، جن کے حصول کے لیے ذلیل سے ذلیل تر راہ اختیار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(8) اللہ یستھزی بھم (اللہ ان کو بناتا ہے) دوسروں کا تماشا کرنے والے کبھی خود بھی تماشا بن جاتے ہیں اور یہ عموماً ہوتا ہی رہتا ہے۔ اسی کو "ان کو بنانا" کہا گیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مذاق اور مخول کر کے وہ خوش تھے کہ ایک دن یہ بھولے بھالے لوگ مات کھا جائیں گے۔ بس یہ سوچ کر پھر وہ انہیں ذلیل راہوں پر مطمئن ہو کر پڑ جاتے تھے جو اپنے ذلیل مقصد کے لیے انہوں نے اختیار کر لی تھیں۔ پروگرام گھٹیا اور طریق کار نامعقول، اس پر خوش فہمی ابلہانہ کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں، اس کے کیا کہنے! ظاہر ہے کہ اب ایسے آج نہیں تو کل بالآخر تماشا ہی بنیں گے۔ رسوا ہوں گے۔ ذلیل ہوں گے اور اپنے انجام کو پہنچ کر دنیا کے لیے درس عبرت بنیں گے۔ اللہ یستھزی بھم و یمدھم سے یہی مراد ہے۔ دوسرے مقام

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پر اسے یوں بیان کیا گیا ہے۔

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھو خیر لا نفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین (آل عمران:18)

اور جو لوگ انکاری ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ ہم ان کو جو ڈھیل دے رہے ہیں کچھ ان کے حق میں بہتر ہے ہم تو ان کو صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں تا کہ اور گناہ سمیٹ لیں اور (آخر کار) ان کو ذلت کی مار ہے۔

قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جزا میں مشاکلہ بھی ہو سکتا ہے، اس لیے قیامت میں ان مستہزئین کو جو سزا دی جائے گی اس میں بھی یہی قدرتی رنگ ابھر آئے گا۔

یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرو فانقتبس من نور کم قیل ارجعوا درآءکم فالتمسوا نورا فضرب بینھم بسورلھباب باطنه فیه الرحمة و ظاھرہ من قبله العذاب ینادونھم الم نکن معکه قالوا بلیٰ ولٰکنکم فتنتم انفسکم و قربصتم دارتبتم و غرتکم الامانی حتیٰ جآء امراللہ و غرتکم بأللہ الغرودہ فالیوم لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماؤلکم النار ھی مولکم وبئس المصیر۔ (پ27، الحدید:2ع)

”اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمہارے (اس) نور (روشنی) سے ہم بھی (فائدہ) اٹھا لیں (تو ان سے) کہا جائے گا کہ (انہیں) اپنے پیچھے کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کر لو، اس کے بعد ان (دونوں فریقوں) کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی (اور) اس میں ایک دروازہ ہو گا (پھر جو) دروازے کی اندرونی طرف (ہے جدھر مسلمان ہیں) اس میں (تو خدا کی) رحمت ہو گی اور اس کی (جو) بیرونی طرف (ہے جدھر منافق ہیں) ادھر عذاب (الٰہی) ہو گا (یہ منافق) مسلمانوں سے پکار پکار کر کہیں گے کہ کیا (دنیا میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے، تھے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (اسی بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانوں پر کوئی آفت آنازل ہو) اور شک میں (پڑے) رہے اور (انہی محال) آرزؤوں نے تم کو دھوکے میں رکھا یہاں تک کہ حکم خدا آپہنچا (یعنی موت) اور دغا باز (شیطان) اللہ کے بارے میں تم کو دھوکے دیتا رہا۔ تو آج نہ تو تم (ہی) سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائے اور نہ ان لوگوں سے جو (صریح) انکار کرتے رہے، تم سب کا ٹھکانہ ہی دوزخ ہے اور وہی تمہاری رفیق ہے اور (وہ کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔“

گویا کہ اللہ یستھزی بھم کی یہ بھی ایک شکل ہے کہ قیامت میں ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو دنیا میں وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ بہر حال منافقوں نے دنیا میں بھی استہزاء کا مزہ چکھا اور آخرت میں بھی چکھیں گے۔ اگر کسی کو کسی بات سے اتفاق نہیں ہے تو نہ سہی لیکن اس کا مذاق اڑانا کسی طرح بھی اندیشہ سے خالی نہیں ہے۔ مگر افسوس! جس استہزاء کا انجام اس قدر سنگین ہے، دنیا میں اس کا چلن اتنا ہی عام ہے، کبھی شیخ کی پگڑی کا مذاق اڑایا جاتا ہے تو کبھی اس کی ڈاڑھی کا، کبھی اس کے سجدوں کی ہنسی اڑائی جاتی ہے اور کبھی اس کی تسبیح کی، کبھی اس کی کسی نیکی پر مخول کیا جاتا ہے اور کبھی اس کی چال ڈھال پر۔ بہر حال جو لوگ اس راہ پر دوڑ رہے ہیں، انہیں اس کا انجام یاد کر لینا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(9) وما کانوا مھتدین (نہ وہ سیدھی راہ پر قائم رہے) یعنی ان منافقوں نے دنیا کی عارضی منفعت، وقتی آسودگی اور گھڑی پل کے مزوں پر ایمان سعادت اور ابدی اخروی فوز و فلاح کو قربان کر ڈالا۔ اب بھی جو شخص انہی راہوں پر چلے گا اس کا بھی انجام اس سے مختلف نہیں ہو گا۔ یہ سنت اللہ ہے۔

قوم ثمود کے ذکر میں فرمایا:

فاما ثمود فھدینھم فاستحبوا العمٰی علی الھدیٰ فاخذتھم صعقۃ العذاب الھون بما کانوا یکسبون (پ24، حم السجدہ:ع2)

باقی رہے ثمود؟ تو ہم نے ان کو رستہ دکھا دیا تھا مگر انہوں نے سیدھا رستہ چھوڑ کر گمراہی اختیار کی، انجام یہ ہوا کہ ان کی بد کرداریوں کی وجہ سے ان کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا۔

غرض یہ ہے کہ: نفس و طاغوت کے پیچھے لگ کر جو لوگ حق کی راہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کا انجام عموماً بڑا حوصلہ شکن ہوتا ہے۔ ایک تو ان کو یہ سودا بہت مہنگا پڑتا ہے، دوسرا یہ کہ راہ راست کھو دیتے ہیں، اس لیے پھر ٹامک ٹوئیوں میں سر مارتے مارتے ہلاکت خیز گڑھوں میں گر کر ہمیشہ کے لیے برباد ہو جاتے ہیں۔ اعاذنا اللہ وایاکم منھا۔

------::::::-------

مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن

فرضی خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہ کے ایک دلچسپ وکیل

تازہ شمارہ

آج سے تقریباً دس سال پہلے "معارف اسلام" شیعہ معاصر کے فرضی نظریات اور جارحانہ مضامین پڑھ کر ہم نے "خلیفہ بلا فصل اور وصی رسول اللہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو کاغذوں کے ڈھیر کے نیچے دب کر رہ گیا تھا کئی سالوں کے بعد ہاتھ لگا تو ماہنامہ "محدث" لاہور نے اٹھا کر بعینہٖ شائع کر دیا۔بات گو اب بھی تازہ تھی مگر تاریخی چھاپ وہ نہیں رہی تھی۔ مثلاً مضمون ہم نے یوں شروع کیا تھا:

"شیعہ حضرات کے رسالہ ماہنامہ "معارف اسلام" لاہور کا تازہ شمارہ "علی و فاطمہ نمبر" ہمارے سامنے ہے۔" (محدث محرم الحرام 1393ھ)

ظاہر ہے تازہ شمارہ علی و فاطمہ نمبر 93 یا 1392ھ ہی ہو سکتا ہے لیکن اب یہ بات نہیں تھی کیونکہ اب دس سال بعد شائع ہو رہا ہے۔بس پھر کیا تھا، یار دوستوں کو بہانہ مل گیا، لگے ادھر ادھر کی کہنے کہ:

"ہم نے اپنے ریکارڈ میں تلاش کیا مگر ہمیں معارف اسلام کا تازہ شمارہ علی و فاطمہ نمبر ماہ نومبر و دسمبر 1972ء کا مشترکہ نہیں ملا۔ کوئی ایسا ہوتا تو ملتا۔" (معارف اسلام جون 1973ء، ص 13)

معزز معاصر "طلوع اسلام" کے ادارہ سے خط موصول ہوا کہ "یہ کون سا تازہ شمارہ ہے" ہم نے "معارف اسلام" سے پتہ کیا ہے۔ وہ انکاری ہیں۔(ملخصًا)

جیسے لکھ کر راقم الحروف کو ذہول ہو گیا تھا، ہو سکتا ہے کہ معزز معاصر معارف اسلام کو بھی ذہول ہو گیا ہو لیکن جب ہم موصوف کی یہ عبارت "ہم نے اپنے ریکارڈ میں تلاش کیا....." پڑھتے ہیں تو پھر ان کے ذہول کا قصہ جعلی محسوس ہوتا ہے جو صحافتی دیانتداری کے خلاف ہے کیونکہ یہ سبھی کچھ ان کے ریکارڈ میں موجود ہے۔ دراصل وہ سمجھتے ہیں کہ "عزیز زبیدی" دنیا سے شاید چل بسا ہو گا، اب پیچھے کون ہے جو حوالوں کی تلاش کے لیے اتنی کاوش کرے گا۔ ویسے بھی اس قسم کے مکر و فریب ان کے "تقیہ" کی جان ہیں۔ اس لیے حتی المقدور نباہنے کی کوشش کرتے ہیں پر وہ رہ گیا تو زہے نصیب ورنہ "ثواب" تو ان کا کہیں نہیں گیا۔ بس یوں سمجھئے کہ محترم مدیر جناب غیاث الدین صاحب نے حقیقت حال کے چھپانے کی جو کوشش کی ہے بقول شیعہ اکابر کے یہ چال کامیاب نہ سہی، ثواب تو انہوں نے کما ہی لیا۔

علی و فاطمہ نمبر 1963ء تھا:

ان دنوں میں معارف اسلام کے دوسرے شماروں کے علاوہ ہمارے سامنے زیادہ تر "علی و فاطمہ نمبر" ماہ نومبر و دسمبر 1963ء کا مشترکہ شمارہ بھی تھا، کہیں اس کا ماحصل پیش کیا تھا کہیں اس کی عبارت کے بعینہٖ اقتباسات درج کیے تھے۔ سہو و نسیان ممکن ہے لیکن یقین کیجئے ہم نے "تقیہ" سے کام نہیں لیا تھا کیونکہ ہمارے دین میں "جعلسازی" حرام ہے، کار ثواب نہیں ہے۔

اب فاضل مدیر محترم غیاث الدین صاحب نے معارف کے دو شماروں (جون، جولائی 1973ء) میں ہماری گذارشات پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور اپنے روایاتی ''تبرابازی'' سے نوازا ہے۔ لیکن اصولی طور پر جو باتیں عرض کی گئی تھیں، ان کی طرف میرے بھائی نے توجہ مبذول نہیں کی۔ باقی رہا یہ کہ کیوں؟ تو یہ آپ ان سے پوچھئے! ہمارے لیے تو ان سے دریافت کرنا اس لیے بھی مشکل ہے کہ تبرا تول کے اور تقیہ کر کے وہ تو ثواب لوٹیں گے اور ہم ناحق بدمزہ ہوں گے۔ آخر کوئی اس جماعت پر کیسے اعتماد کرے جس کا یہ نظریہ ہو:

ان تسعة اعشار الدين فى التقية ولا دين لمن لا تقية له (اصول کافي مطبوعہ لکھنؤ، ص481)

''دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں جو تقیہ نہیں کرتا وہ دیندار نہیں۔''

(بروایت اصول کافی) امام باقر فرماتے ہیں، تقیہ میرا اور میرے باپ دادے کا دین ہے۔

ہماری گذارشات:

ہم نے اپنے مضمون (محدث ماہ محرم 1393ھ) میں یہ کہا تھا کہ:

1۔ شیعہ حضرات حضرت علی و آل علی کے سواء باقی ساری دنیا کو تقیہ سے بہلاتے ہیں۔

2۔ ان کی تمام تر توجہات کا مرکز کتاب و سنت سے زیادہ علی اور آل علی ہے۔

3۔ شخصیت پرستی کا روگ ان کو لگ گیا ہے۔

4۔ حضرت علی کی خلافت کے لیے حضور ﷺ کی وصیت کا نعرہ ایک تہمت ہے۔

5۔ حضرت علی کے بارے میں شیعوں کے جو نظریات ہیں انکی رو سے ان کے لیے خلافت اسلامیہ کے بجائے مقام عرش پر نیابت خدا چاہیے تھی۔

6۔ ہمارا جو علی ہے وہ سزاوار خلافت ہے مگر اپنی باری پر جو قدرتی ترتیب رکھتی ہے۔

7۔ حضرت علی سیاسی سے زیادہ علمی شخصیت تھے۔

8۔ اب اگر شیعوں کی بات مان بھی لی جائے تو کیا خلاف عمل چوتھی جگہ سے سرک کر کے پہلی جگہ پر فٹ ہو کر وہ خلیفہ بلا فصل ہو جائیں گے؟ حالانکہ نہیں۔ پھر خواہ مخواہ امت کا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو وغیرہ۔ مگر معاصر محترم کے دونوں شماروں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیجئے ادھر ادھر کی ہانکی ہیں، کیا موضوع کی طرف بھی توجہ مبذول فرمائی ہے؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

معارف اسلام

معارف اسلام (شمارہ جون، جولائی 1973ء) شیعوں کا ماہنامہ ہے، عرصہ سے جاری ہے۔ اس کی ثقاہت کا پایہ کتنا ہے؟ اسے اُٹھا کر خود ہی دیکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

لیجئے۔اس کے جذبات، باتیں، افکار، اسلوب خطاب اور علمی ثقاہت، غرض جو شے بھی دیکھیں گے، بس سبحان اللہ پڑھیں گے۔ جیسے ماتم کر رہے ہوں یا بال نوچنے کو پڑتے ہوں۔ اگر طبیعت حاضر ہوئی تو پھریوں جیسے کوئی اپنی لے میں گنگنا رہا ہو۔ بہر حال علم اور سنجیدگی کی تلاش وہاں بالکل بے فائدہ ہے۔ یہ طنز نہیں بلکہ کچھ کام کے آدمیوں کے ضیاع کا رونا ہے۔ ان اللہ۔

دوستوں سے ایک گلہ

بد قسمتی سے ہمارے ہاں دو فرقے ایسے ہیں جن سے گفتگو اور تبادلہ خیال کر کے کچھ لطف نہیں آتا۔ ایک شیعہ دوسرے دوست بریلوی کر مفرما۔ ان سے کلام کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان!

(الف) پہلے سر اور ڈاڑھی کے بال منڈوائے، بعد میں

(ب) پگڑی اتار کر اسے گھر رکھ دے

(ج) ورنہ پگڑی نہیں ہے یا سر اور ڈاڑھی کے بال

اس اعتبار سے شیعہ دوستوں کا ہم احترام کرتے ہیں کہ یہ یزید کے دشمن ہیں مگر یہ دیکھ کر دُکھ ہوتا ہے کہ علمی محاسبہ اور مذہبی مناقشہ کے دوران، زبان یزید کی استعمال کرتے ہیں یا جیسے کسی بالشویک کی دانتری اور قلم یوں چلاتے ہیں جیسے ابن زیاد اور حجاج بن یوسف کی تلوار۔

یہی حال بریلوی کر مفرماؤں کا ہے کہ اس عظیم ہستی اور رسول اعظم ﷺ کے بڑے عاشق بنتے ہیں جنہوں نے گالیاں کھا کر دعائیں دیں۔ لیکن یہ "عشاق کرام" بات ہی گالیوں سے شروع کرتے ہیں۔

دوسری طرف ان کے دلاول ہیں جہاں

(الف) عقل و ہوش کی ساری قدریں

(ب) اور علم و حقائق کے سارے معیار

اپنا سر پیٹتے اور ان کی جان کو روتے ہیں اور بالکل یوں جیسے یہ لوگ محرم مناتے ہیں۔ یہ دونوں فرقے عوام کی زود اعتقادی اور سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنے کام و دہن کے چسکوں کے لیے بُری طرح ان کا استحصال کرتے ہیں۔ ان کے غیر علمی اور عیر معیاری "ذاکرانہ اور واعظانہ ٹوٹکوں اور عامیانہ علم کلام" کی وجہ سے، جدید طبقہ، دین اسلام سے بدکنے لگا ہے اور یہ لوگ دراصل دین اسلام اور خدا کے منکروں کو دین حق کے خلاف "انگشت نمائی" کے مواقع بھی مہیا کرتے ہیں۔ ان کی ذہنی اور فکری سطحیت کی مضرت اگر خود ان تک محدود رہتی تو کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا کہ وہ جانیں! لیکن کیا کیا جائے کہ دشمنان دین ان کی اس علمی کم مائیگی اور سطحیت کو دین اور اہل دین کو بدنام کرنے کے لیے استعمال کیا کرتے ہیں۔

ذہنی لحاظ سے اگر ملت اسلامیہ کو روشن اور زرخیز رکھنا ہے تو ضروری ہے کہ عوام اور بالخصوص نوخیز نسل کو ان کی تقریروں، ان کے لٹریچر اور ان کی مجالس کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ان کی باتیں قریباً قریباً عقل و ہوش اور علم کے مسلمہ اصولوں کے بالکل خلاف جاتی ہیں، دلائل بے وزن اور

خوش فہمیوں کا پلندہ ہوتے ہیں جو قلب و نگاہ کے لیے مہمیز کی بجائے بریکیں لگاتے ہیں۔ اگر ان کے علم کلام کو سچ تصور کر لیا جائے تو یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ اسلام کوئی ''نظام حیات'' نہیں ہے بلکہ چند عظیم شخصیتوں کی صرف شخصی عظمتوں کا نقیب اور پاسبان ہے اور خدا کو بندوں کی عافیت اور آخرت کی بھلائی منظور نہیں، صرف اپنے پسندیدہ حضرات کی یادیں منانے، ان کی یادوں کو تازہ رکھنے، ان کی منقبت اور محامد کے ''پُل باندھنے'' کے لیے وہ بندگان خدا کی تخلیق کر رہا ہے۔ اگر یہی بات ہوتی تو قرآن اور رسول کے بھیجنے کا تکلف کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، کیونکہ ان کے بغیر تو یہ بازار ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں اور بُدھ مت والوں نے بھی گرم کر رکھا تھا۔ بہر حال بعض مجبوریاں درپیش نہ ہوتیں تو یقین کیجئے کہ ہم ان کو قطعاً مخاطب بھی نہ کرتے۔ کیونکہ ان سے بات کرنے میں لطف نہیں رہا۔ صرف اتمام حجت والی بات رہ گئی ہے اور بس!!

معارف اسلام جون وجولائی 1973ء

اس وقت معزز ماہنامہ معارف اسلام جون و جولائی 1973ء کے شمارے ہمارے سامنے ہیں جن میں ہمارے فاضل دوست جناب غیاث الدین صاحب نے ہمارے ایک مضمون کا تعاقب فرمایا ہے۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ قارئین سے کہتے کہ ماہنامہ محدث (محرم 1393ھ) اور معارف اسلام کے مندرجہ بالا شمارے اُٹھا کر خود پڑھ لیں اور پڑھ کر خود ہی اندازہ فرمالیں کہ ہم نے کیا عرض کیا ہے اور جناب غیاث الدین صاحب کدھر کو اور کس انداز میں اٹھ دوڑے ہیں۔ لیکن اس خیال سے کہ راقم الحروف کی خاموشی کو غلط معنی پہنائے جائیں گے، مکرر عرض کرنے کی ضرورت پڑ گئی ہے، لیکن اس کے باوجود قارئین سے پھر بھی یہی درخواست کریں گے کہ دونوں نگارشات کو سامنے رکھ کر وہ دونوں کو تولنے کی زحمت ضرور اٹھائیں۔

فاضل تبصرہ نگار نے کسی دائرہ میں رہ کر بات نہیں کی، بلکہ یوں چلے ہیں جیسے صحرا میں باؤ گولہ یا ایک بھٹکا ہوا راہی۔ اس لیے بات کو سمیٹنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ دراصل یہ ''بات بے ڈھنگی'' بھی ان کی ''غیر واضح ذہنیت'' کی غماز ہے، انہیں خود ہی معلوم نہیں کہ ان کے بنیادی اور اصولی مسائل کیا ہے اور جس مضمون کا وہ تعاقب فرما رہے ہیں وہ کن پہلوؤں پر توجہ دینے کے متقاضی ہے بہر حال ہم کوشش کریں گے کہ ان کو معروف دائروں میں رکھ کر بات کی جائے تاکہ اخذ نتائج میں آسانی رہے۔

معارف اسلام شیعہ دوستوں کی ''اصول کافی'' ہے اور باقی اہل سنت والجماعت کے لیے بہت بڑا ناصح، لیکن ''تقیہ'' جیسے بزدلانہ آڑ کے باوجود صحابہ کے سلسلہ میں وہ بغض و عناد کے جو جذبات رکھتا ہے وہ بہر حال بے قابو ہو جاتے ہیں۔ وما تخفی صدورھم اکبر

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت

معزز معاصر ''معارف اسلام'' کے فاضل مدیر اپنے مخصوص لہجہ اور زبان میں شکایت فرماتے ہیں کہ ہم نے وقت کی نزاکت کا احساس نہیں کیا اور تفرقہ ڈالنے والی باتیں لکھ کر فضا کو مکدر کرنے کا ارتکاب کیا ہے۔ (ملخصا معارف اسلام جون 1973ء، ص 10-11)

ہم خود اس امر کو بُرا جانتے ہیں کہ تفرقہ ڈالنے والی باتین کی جاویں۔ لیکن کیا کیا جائے اگر کوئی صاحب چپ ہی نہ رہنے دیں۔ ''حضرت ناصح اور واعظ'' کی صلح جوئی کے جو نمونے ان کی تقریبات میں سامنے آتے رہے ہیں وہ تو محتاج بیان نہیں ہیں، ابھی ''حالیہ محرم'' (1394ھ) میں رنگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

برنگے جو جو غبارے چھوڑے جارہے ہیں، وہ بھی ابھی تازہ ہیں، ان کو دہرانے کی ضرورت نہیں، عیاں راچہ بیان؟ سر دست ہم ان دوستوں کی ان چیرہ دستیوں اور حوصلہ شکن تلمیحات کے کچھ نمونے آپ کے سامنے رکھتے ہیں جو ماہنامہ "معارف اسلام" میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں وہ بھی "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر، خاص طور پر ان نفوس قدسیہ کے بارے میں، جو شمع رسالت کے پروانے اور پیغمبر خدا ﷺ کے پاک صحابہ تھے۔ آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی، بلکہ منکرین خدا بھی اپنے "رہنماں کے ان یاروں" کا احترام ہی کرتے ہیں جو ان کے "یار غار" کہلائے۔ مگر شیعہ دوست ہیں جن کو جتنی بُرائیاں رسول خدا ﷺ کے "یاروں" میں نظر آتی ہیں، دوسروں میں نہیں۔

جو بات ہر معقول انسان کے لیے "وجہ شرم اور عار" ہے وہی کسی کے لیے وجہ اعزاز اور کار ثواب بن جائے تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ:

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

صحابہ اور شیعہ

ذیل میں شیعوں کے معارف اسلام کی وہ خدمات ملاحظہ فرمائیں جو رسول خدا ﷺ کے عظیم صحابہ کے خلاف انجام دے رہا ہے اور ساتھ یہ بھی مشاہد کریں کہ یہ کس قدر اشتعال انگیز اور افسوسناک ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ صحابہ کے بارے میں پہلے آپ خدائے قرآن کا نقطہ نظر معلوم فرمالیں۔

بدر و اُحد میں شریک صحابہ

غزوہ اُحد میں وہ تمام صحابہ شریک تھے جو غزوہ بدر میں شریک رہے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ اعلان کیا ہے کہ:

اللہ نے ان کو پاک کیا اور شیطانی ناپاکی ان سے دور کی لیطهر کم به یذهب عنکم وجز ا الشیطان (انفال) اللہ تعالیٰ نے ان کو یقین دلایا کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ (ان الله مع المؤمنين)

ان صحابہ میں وہ بھی تھے جنھوں نے "شجرۃ الرضوان" کے نیچے حضور ﷺ سے بیعت کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ اعلان کیا۔

ان الذين يبايعونك يبايعون الله يد الله فوق ايديهم (پ26، الفتح۔ ع1)

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ واقع میں اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ خدا نے یہ بھی کہا ہے کہ:

فمن فکث فانما ینکث علی نفسه (الفتح)

پھر جو شخص (بیعت اور عہد) توڑے گا تو اس کی توہین کا وبال اس پر ہوگا۔

تو عرض ہے کہ یہ صرف ایک اصولی بات کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ جہاں تک شرکاء صحابہؓ کی بات ہے اس کے متعلق فرمایا کہ:

لقد رضی الله من المومنين اذيبا يعونك تحت الشجرة فعلوما فی قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا (الفتح ع3)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے راضی ہوا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور جو کچھ ان کے دلوں میں تھا، اللہ نے اس کو معلوم کیا، چنانچہ ان پر طمانیت نازل کی اور ان کو لگے ہاتھ ایک فتح دے دی۔

گویا کہ اللہ کے ہاں وہ قابل اعتماد اور صاحب دل لوگ تھے۔

سورہ توبہ میں تو ان کا نام لے کر کہا۔

والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان (پ11، توبہ ع13)

مہاجرین اور انصار میں سے جنہوں نے پہلے سبقت کی اور دوسرے وہ لوگ جو جذبہ نیک کے ساتھ ان کے بعد داخل ایمان ہوئے۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ (توبہ، ع13)

خدا ان (سب سے) خوش ہوا اور وہ اس سے خوش ہو گئے۔

خدا کی طرف سے صحابہ کی یہ "تعدیل" خدائی معیار کی ایک تعدیل ہے لیکن اس کے باوجود اس کے برعکس شیعہ کرم فرماؤں کے ماہنامہ معارف اسلام نے ان نفوس قدسیہ کی شان اقدس کے خلاف جو رکیک حملے کیے اور جس نگاہ سے اسے دیکھا ہے آپ اس کا بھی ایک ہلکا سا نمونہ ملاحظہ فرمالیں۔

غزوہ اُحد میں شریک صحابہ اور شیعہ

معارف اسلام نے غزوہ اُحد میں شریک صحابہ کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے وہ یہ ہے:

1۔ پیغمبر ﷺ کے ساتھ عام طور پر غریب گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ "احساس کمتری" ابھی پوری طرح دلوں سے نکلا نہ تھا۔

2۔ غریب و غلام اور پس ماندہ طبقہ کے افراد کو دور جاہلیت میں "ادنیٰ کاموں" کے علاوہ کوئی خاص تربیت نہ ملی۔

3۔ جو جماعت پیغمبرؐ کے ساتھ شامل ابھی وہ بھی پوری طرح مستقل نہ ہو پائی تھی۔ پیغمبر سے خلوص وابستگی اور جان نثاری ابھی درجہ کمال کو نہ پا سکی تھی اور یہ ہے بھی فطری سی بات، ابتدائی زمانہ ہونے کی وجہ سے ابھی انہوں نے پیغمبر کے بارہ میں وہ کچھ تفاصیل نہ دیکھی تھیں جو انہیں دیکھنے کی تمنا تھا (نبوت کا آغاز 2۔ اپریل 610ء میں ہوا مدینہ طیبہ میں داخلہ 10۔ اکتوبر 622ء کو ہوا۔ غزوہ اُحد 3ھ کو پیش آیا۔ وفات 6 جون 632ء کو پائی۔ اس مجموعی مدت میں غزوہ اُحد تک کا دور تقریباً پندرہ سال بنتا ہے۔ بعد کا تقریباً آٹھ سال لیکن اس کے باوجود وہ ابھی ابتدائی زمانہ رہا اور یہ کامل۔ معارف اسلام کی شیعی منطق کا اچھوتا نمونہ ہے۔ (زبیدی)

4۔ کچھ مفکر قسم کے حضرات بھی اسلامی صفوں میں شامل تھے۔ یہ لوگ انشور......طبقہ تو کہلایا جا سکتا ہے، انہیں سربازی کی جرأت نہ ہوئی (یہ جن اکابر کی طرف اشارہ ہے، آپ سمجھ گئے ہوں گے، عیاں راچہ بیان۔ زبیدی

5۔ انصار مدینہ اور مہاجرین کی اکثریت جنگ آزمانہ تھی۔ انصار نے تو اس سے پہلے کبھی تلوار کسی موقع پر بھی نہ اٹھائی تھی۔ مسلمانوں کی اس مشکل کو نوجوان علی نے آسان کر دیا۔ (معارف اسلام ص 43-44۔ علی و فاطمہ نمبر 65ء شمارہ ماہ رجب و شعبان 1387ھ)

ان افراد میں مندرجہ ذیل انسانی کمزوریاں تھیں:

1۔ اسلام کے فلسفہ حیات کو سمجھ نہ سکے۔

2۔ لالچ اور اغراض ابھی دلوں میں موجود تھے۔

3۔ دور اندیشی اور جنگی تدبیر کا فقدان تھا۔

4۔ نظم و ضبط کی اہمیت سے واقف نہ تھے۔

5۔ مرکزیت اور مرکز سے رابطہ کے سنہری اصولوں سے ناواقف تھے

6۔ اطاعت رسول کے صحیح مفہوم سے آشنا نہ تھے۔

7۔ (ان میں) وسعت نظر پیدا نہ ہوئی تھی۔

8۔ ذہانت و فطانت، جرأت و تہور اور اجتماعی بقاء کے اصولوں سے بہرور نہ ہوئے تھے۔ (معارف اسلام، ص48، جنوری 1966ء)

خالد بن ولید کے حملہ کے وقت فرار ہونے والے تن آسان اگر ذرہ ہمت سے کام لیتے تو..... (ایضاً ص49)

انصار مہاجرین

"مہاجرین میں اکثریت" مصلحت پسند طبقہ کی تھی۔ انصار نے جہاں "غیر مخلص عناصر" کی اکثریت پیش کی۔ (ایضاً ص53)

ہمیں اُحد کی جنگ میں ایک تیسرے طبقے کا سراغ بھی ملتا ہے یہ "غیر مخلصین" کا گروہ تھا مگر اپنی فطری بزدلی کی بنا پر وہ کھل کر سامنے نہ آسکتے تھے۔ یہ طبقہ نظری، فکری اور سیاسی طور پر بلوغت کو قطعاً نہ پہنچا تھا۔ ان کے اسلام کا باعث محض بھیڑ چال اور مبہم خیالات تھے اور اگر خدانخواستہ پیغمبر مارے جاتے تو یہی لوگ جن کی اکثریت تھی اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے اور مخالفین سے مل کر اسلام کے باقیات و آثار کو ختم کر دیتے۔ منطق طور پر اس طبقے کی اکثریت انصار میں ہونی چاہیے تھی اور تھی۔ (ایضاً ص52)

اُحد میں شریک صحابہ کی تعداد تقریباً 650 تھی جن میں خلفائے راشدین، دوسرے عظیم مہاجرین اور انصار شریک تھے یہ خراج عقیدات ان کو پیش کیا جارہا تھا۔ غور فرمایئے۔ نزاکت حالات کا کس قدر اچھوتا احساس کیا جارہا ہے۔

حضرت انسؓ، براءؓ اور جریرؓ

حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حضرت براء بن عازب انصاری رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی جنگ جمل، صفین او رنہروان میں حضرت علی کے ساتھ اور سپاہی اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ ان کے متعلق "معارف اسلام" رقم طراز ہے۔

"عمر بن سعد ناقل ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے منبر پر چڑھ کر لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص نے غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے من کنت مولاہ والی حدیث کو سنا ہے وہ کھڑے ہو کر بیان کرے، پس لوگوں نے گواہی ادا کی۔ منبر کے نیچے انس بن مالکؓ اور براء بن عازبؓ اور جریر بن

عبد اللہ بیٹھے تھے۔ جناب امیر علیہ السلام نے مکرر یہی فرمایا۔ لیکن ان میں سے کسی نے کچھ نہ کہا۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا: الٰہی! جس شخص نے اس شہادت کو چھپایا ہے باوجودیکہ وہ اس کو جانتا ہے، اس شخص کو اس وقت تک نہ مارنا جب تک اس کے لیے کوئی نشانی نہ مقرر کردے کہ وہ اس سے دنیا میں پہچانا جائے، عمر بن سعد کا کہنا ہے کہ انس مبرص (برص کی بیماری میں مبتلا) ہوئے اور براء اندھے ہوگئے اور جریر ''بکواس'' کرتے کرتے واپس آئے۔ الخ (معارف اسلام علی وفاطمہ نمبر ص 42 جمادی الثانی ورجب 1386ھ مطابق اکتوبر ونومبر 1966ء)

غور فرمایئے! کس قدر شریفانہ زبان اور کس قدر صلح جویانہ انداز ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں ان کے اظہار خیال کا کیا انداز ہے۔ ذیل کی سطور ملاحظہ فرمائیں۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ''اُمت'' نے اہل بیت رسول سے کشمکش شروع کردی اور اس سے انحراف کرنے کو اپنی حیات کا مقصد بنالیا.... اس ظلم کی آل رسول میں سے پہلی شہیدہ ظلم جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ہیں کہ.... جس نے اس کو رنجیدہ کیا اس نے مجھے رنجیدہ کیا.... پس اولاد فاطمہ طاہرہ سے روگردانی اور ان کے طریقے سے علیحدگی اختیار کرنے سے کیا ''نجات'' ممکن ہوسکتی ہے؟ (معارف اسلام علی وفاطمہ نمبر، نومبر ودسمبر 1964ء)

ناقہ رموز مملکت کی ہلاکت آفرینی نے جب باغ فدک کو منہ مارا اور وہ نہ صرف اس کے منہ کا لقمہ بنا بلکہ جگالی کا سامان بنا تو.... (ایضاً)

رسول حق منزلیں طے کرتے رہے، غار میں پہنچے وہاں اپنے یار کو ''لا'' کہنا پڑا (یعنی لا تحزن ان اللہ معنا) لیکن خانہ نبوت میں کسی کو بھی ''لا'' کہنے کی ضرورت نہ پڑی'' (ایضاً)

انتہا ہے کہ سیدہ عالم کے گھر پر لکڑیاں جمع کردی گئیں اور آگ لگائی جانے لگی۔ (معارف علی وفاطمہ، اکتوبر نومبر 1966ء)

سقیفہ بن ساعدہ کے واقعات کی بنا پر دنیا نے آل محمد سے رخ پھیر لیا جس کے نتیجہ میں بعد ازاں نامعلوم برسراقتدار آگئے۔ (معارف اسلام، ص 26 شہید نینوا نمبر 1387ھ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر یوں فرمایا:

امیر المؤمنین کا ارشاد کہ ''میں نے کبھی پیغمبر کے احکام سے سرتابی نہیں کی'' یہ ان لوگوں پر طنز ہے کہ جو پیغمبر کے احکام کو رد کرنے میں بیباک تھے اور انہیں ٹوکنے کی جسارت کرگزرتے تھے۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب پیغمبر کفار قریش سے صلح پر آمادہ ہوگئے تو صحابہ میں سے ایک صاحب اتنے بُرافروختہ ہوئے کہ وہ پیغمبر کی رسالت میں شک کرنے لگے.... اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ مخاطب (یعنی حضرت عمرؓ) شک کی منزل سے آگے نکل چکا تھا..... اسی طرح جیش اسامہ کے ہمراہ جانے کے تاکیدی حکم کو ٹھکرادیا گیا اور ان تمام سرتابیوں سے بڑھ کر وہ سرتابی تھی جو تحریر وصیت کے سلسلے میں ظاہر ہوئی۔ (ایضاً ج ص 5)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

...... عمر نہ صرف بیت المال سے روزینہ لیتے تھے بلکہ بوقت ضرورت مسلمانوں کو جمع کر کے "مانگ" بھی لیتے تھے۔(ایضاً ص16)
اس ضمن میں ایک صحابی کا واقعہ ملحوظ رہے جس نے آنحضرتؐ کے سامنے توریت پڑھنا شروع کی......اور آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو تم مجھے چھوڑ کر یہودی بن جاتے(معارف اسلام ص58۔نومبر دسمبر 1962ء علی وفاطمہ نمبر)

حضرت ابوسفیان کی اہلیہ

جونہی ابوسفیان کے نعرے بلند ہوئے اس کی بیوی ہندہ بن عتبہ کھڑی ہوگئی وہ خوب بنی ٹھنی تھی۔(علی وفاطمہ نمبر،نومبر دسمبر 1965ء)

توہین نبی

اگر یہ سوال ہو کہ اگر کوئی زمانے کا نیک ہو،پارسا ہو،زاہد ہو، متقی ہو، غوث وقطب ہو صحابی ہو حتیٰ کہ اگر "نبی" ہی سامنے ہو تو کیا پھر امام حسین علیہ السلام کو ان میں سے کسی ایک کی بیعت کر لینی چاہیے اس کے لیے امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔(علی وفاطمہ نمبر ماہ ستمبر 1971ء)

اہل حدیثوں کا ذکر

سہارا ان(وہابیوں) کو نجد کے عبدالوہاب کی تحریک وہابیت ہی کا رہا..... صحیح بخاری میں روایت موجود ہے کہ:
".......صحابہ نے پھر کہا یا رسول اللہ نجد میں؟ حضورؐ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا:وہاں(یعنی)نجد میں زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا" (معارف اسلام ص11،جون 1973ء)
اخیری حوالہ بالکل تازہ اور اسی شمارہ کا ہے جس میں ہمارے محترم فاضل غیاث الدین صاحب نے "صلح جوئی اور نزاکت وقت" کا درس دیا ہے۔
الغرض طرار اور نباشوں کا یہ وہ سنگدل ٹولہ ہے، جس نے "شیعہ مسلک" مفید خدمت انجام نہیں دی اور اسلاف صحابہ کے مدفن اکھیڑ کر ان کے پاک کفن پھاڑے اور ان کے جسد اطہر کی بے حرمتی میں بڑی شقاوت کا ثبوت دیا۔یقین کیجئے ہم نے یہ اقتباس سرسری طور پر نقل کیے ہیں۔انہوں نے نام نہاد معارف اسلام میں اہل سنت، عظیم صحابہ اور امامان امت کے خلاف جو سوقیانہ زبان،عامیانہ گلفشانیاں کی ہیں،وہ ان سے کہیں زیادہ دل خراش اور شرمناک ہیں جو اوپر درج کی گئی ہیں لیکن بایں ہمہ ناصح بنتے ہیں کہ وقت کی نزاکت کا احساس کیا جائے حالانکہ ان اشتعال انگیزیوں کے باوجود ہم فضا کو مکدر کرنے کے خلاف ہیں، بلکہ ہم اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ اس سے ان دوستوں نے دین ودنیا اور آخرت سیاہ کی ہے اور اس قدر سیاہ کہ خود سیاہ ہالہ میں محصور رہتے ہیں اور اس آیت کے مصداق، خود ہی اپنے درپے آزار رہتے ہیں۔ یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی المؤمنین فاعتبروا یاولی الابصار (الحشر ع1)

مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن

اسلامی سربراہ کانفرنس

محرکات اور تخلیقات

لاہور میں اسلامی سربراہی کانفرنس سے پہلے اور بعد اس کانفرنس سے لمبی چوڑی توقعات اور جائزے و تبصرے رسائل و جرائد میں شائع ہوئے۔ اتنی کثیر تعداد میں مسلمان ملکوں کے سربراہوں یا نمائندہ وفود کے اسلام کے نام پر ایک جگہ جمع ہونے کو بڑی اہمیت دی گئی اور مختلف شخصیتوں، اداروں یا جماعتوں کی طرف سے زیر بحث مسائل کے لیے تجاویز اور مشورے بھی پیش کیے گئے۔ رجائیت پسند حضرات نے اس کانفرنس کو عظیم مقاصد کے حصول کا پیش خیمہ قرار دیا لیکن دوسری طرف اس موقع پر بنگلہ دیش کے بطور "حقیقت" تسلیم اور بعض سربراہوں کے ذاتی طرز عمل نے ان حضرات کو خاصا مایوس کیا جو پہلے ہی سے ایسے خطرات کو سامنے رکھتے تھے یا اس کانفرنس سے فوری یا بڑی بڑی امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھے۔ خصوصاً ان اندیشوں کے حقیقت بننے سے یہ "عظیم مسلم اجتماع" ان کے لیے ایک گھٹن اور بوجھ بن گیا۔ ذیل کی سطور میں مقالہ نگار کے پیش نظر "اسلامی چوٹی کانفرنس" کا یہی دوسرا پہلو ہے۔..... (ادارہ)

....

نظام خلاف کا تصور مسلمانوں کو متحد رکھنے کے لیے اکیسر سے بڑھ کر ہے، کیونکہ "خلافت اسلامیہ" کے تصور سے معاً وحدت ملی کا تصور بھی لازماً آجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گو برائے نام سہی تاہم جب تک ٹوٹا پھوٹا اور ڈھیلا ڈھالا نظام خلافت قائم رہا، ملت اسلامیہ بھی متحد اور مجتمع رہی، جب یہ بھی نہ رہا تو بادشاہتوں کی وہ ریل پیل ہوئی کہ رہے نام اللہ کا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس صورت حال سے پہلے ہی امت مسلمہ کو آگاہ کر دیا تھا۔

ان هذا الامر بدا ورحمة و نبوة ثم يكون رحمة و خلافة ثم كائن ملكا عضوضا ثم كائن عتوا و جبرية وفسادا فى الارض يستحلون الحرير والفروج والخمور و يرزقون على ذلك وينصرون حتى يلاقوا الله (البدایہ والنہایۃ، ج8 ص20)

اس امر (حکومت) کی ابتداء رحمت اور نبوت سے ہوئی پھر وہ رحمت اور خلافت ہو گئی، اس کے بعد جبری شاہی بن جائے گی، پھر وہ سرکشی، تشدد اور فساد فی الارض میں تبدیل ہو جائے گی، وہ ریشمی لباس، شراب اور بدکاری میں مبتلا ہو جائیں گے اور قدرتی طور پر ان کو ایسے مواقع بھی ملتے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ خدا سے جا ملیں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد خلافت علی منہاج النبوۃ، خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک قائم رہی۔ پھر "خیر الملوک" کا آغاز ہوا، جو چند ثانیہ سے زیادہ قائم نہ رہا۔ پھر بادشاہ آئے جو ملت اسلامیہ کا شیرازہ جمع اور متحد رکھنے میں بظاہر کامیاب رہے، چونکہ مسلمانوں میں ابھی حرارت موجود تھی، اس لیے "خلافت اسلامیہ" کے حاصل کرنے میں پھر ایکبار کامیاب ہو گئے مگر وہ ایک سال سے زیادہ محفوظ نہ رہ سکی، بعد میں ملوک کے بجائے شاہزادے اور راج دلارے براجمان ہوئے، مگر اندر ہی اندر فتنے پرورش پاتے رہے، ان میں صاحب تدبیر بھی تھے اور سیاسی طور پر نااہل بھی، کچھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک بھی تھے اور بعض بادہ نوش بھی۔ تاہم ملی وحدت کا ظاہری ڈھانچہ کافی عرصہ تک قائم رہا لیکن اندرونی طور پر اتنے کھوکھلے ہو چکے تھے کہ ان کو ختم کرنے کے لیے کسی زبردست مہم کی ضرورت نہیں پیش آتی تھی بلکہ جب کوئی چاہتا، بادشاہ کو پکڑتا اور پانی میں ڈبکیاں دے کر اسے جان سے مار ڈالتا۔ (معتز باللہ 255ھ کا یہی حشر ہوا) معتصم باللہ کے آخری دور (227ھ) تک کچھ بھرم رہا اس کے بعد طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا، پہلے خود مامون نے طاہریہ کے اقتدار کی داغ بیل ڈالی پھر صفاریہ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی لیکن

چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

ان سے سامانیوں نے، پھر آل بویہ نے سر اٹھایا، غزنویوں اور دیلمیوں کے ہاتھوں سامانیوں کا بستر گول ہوا، سلجوقی اٹھے تو انہوں نے دیلمیوں کو چلتا کیا، ان میں خوارزم شاہی ابھرے، خوارزم شاہیوں اور بغدادی خلافت کے مابین رسہ کشی ہوئی تو دونوں نے تاتاریوں کی مدد سے اپنے آپ کو تباہ کیا۔

الغرض خلافت کے نااہل والیوں نے خلافت چھوڑ کر پوری ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر کے یہاں تک محدود ٹکڑیوں میں اس کو بانٹ دیا کہ اب آپ کے عالم اسلام میں وہ بھی مملکتیں ہیں جن کا کل رقبہ 231 مربع میل اور آبادی ایک لاکھ 20 ہزار ہے۔

اس ساری شکست وریخت کے بنیادی اسباب دو تھے۔ مسلمانوں میں اسلامی فکر و عمل کا انحطاط اور وطن و نسل کی بنیاد پر حصول آزادی کی یلغار، جب کوئی "اسلامی رشتے" کے تحفظ کے لیے مخلص نہیں رہتا تو پھر لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ وہ کسی غیر کی قیادت کا طوق اپنے گلے میں ڈالیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو اپنی علاقائی آزادی کے نام پر اُٹھ کھڑا ہوتا تو اس کو کنٹرول کرنے کے بجائے الٹا اس کو خود مسلمانوں میں حواری بھی مل جاتے۔ او ربالآخر اپنے بھائیوں کی یہ حوصلہ افزائی رنگ لائی اور رنگ لاتی جائے گی۔ اب سارا زور مسلمانوں کی آزادی پر صرف ہو رہا ہے، باقی رہا اسلام؟ سو وہ بقول اقبال۔

اسلام ہے محبوس مسلمان ہے آزاد

کا چلن عام ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک جب تک دونوں کی آزادی اور تحفظ کی کوئی سبیل نہیں نکالی جائے گی اس وقت تک خلافت کے لیے زمین ہموار نہیں ہو گی۔ نظام خلافت کے احیاء کے بغیر عالم اسلام کے اتحاد کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔ اس لیے ماضی قریب میں حضرت جمال الدین افغانی، رشید رضا (لبنان) ثروت بیگ (ترکی) سعید جو کرویناتو (انڈونیشیا) محمد عبدہ (مصر) علی برادران (ہند) مفتی امین الحسینی (فلسطین) اور علامہ اقبال (پاکستان) نے اس کے لیے خصوصی تحریک چلائی۔

ترکوں کی خلافت کا نظام جب درہم برہم ہوا تو 926ء میں مکہ مکرمہ میں ایک عظیم ملی کانفرنس منعقد کی گئی، جس کی میزبانی کے فرائض شاہ عبدالعزیز ابن سعود نے انجام دیئے۔ اور یہی پر مؤتمر العالم الاسلامی تشکیل کی گئی اور یہ طے ہوا کہ پورے عالم اسلام میں اس قسم کی کانفرنسیں ہوتی رہیں، چنانچہ 1931ء میں اس کا دوسرا اجلاس یروشلم میں بلایا گیا، متحدہ ہندوستان کے مسلم وفد کی قیادت علامہ اقبال نے کی، تیسرا اجلاس غالباً 1949ء میں کراچی میں، چوتھا 1951ء میں پھر کراچی میں ہوا، پانچواں 1962ء میں بغداد میں، چھٹا 1964ء میں صومالیہ کے دارالحکومت میں ہوا، اب کے مسلم افریقہ کے نمائندہ نے بھی شرکت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

مسجد اقصیٰ میں آتش زدگی (21۔اگست 1969ء) پر عالم اسلام کے اتحاد کے لیے پھر کوشش تیز تر کی گئی، جس کے نتیجہ میں 22 ستمبر 1969ء کو رباط میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔1970ء میں وزراء خارجہ کی کانفرنس کراچی میں ہوئی، پھر 1972ء میں جدہ میں، اس کے بعد 1973ء میں بن غازی (لیبیا) میں منعقد کی گئی اور حال میں اسلامی سربراہ کانفرنس 22 فروری 1974ء کو لاہور میں نہایت عظیم الشان تیاریوں سے ہوئی۔

اس ساری تفصیل کے پیش کرنے سے غرض یہ ہے کہ ان تمام مراحل میں کسی بھی مرحلہ اور موقعہ پر اسلامی نظام حکومت اور اسلامی اقدار حیات کے احیاء کے لیے مثبت پروگرام نہیں طے کیا گیا۔حالانکہ جو اکابر اس میں پیش پیش رہے تھے، وہ سرتاپا مسلم اور اسلام کے دلدادہ تھے اور یکطرفہ ٹریفک کے قائل نہ تھے، وہ مسلم اوراسلام دونوں کی آزادی اور سرفرازی پر ایمان رکھتے تھے کیونکہ اس دوہرے رشتے کے بغیر وہ اتحاد شہود نہیں ہوسکتا جس کے خواب مدتوں سے دیکھے جارہے ہیں۔

مختلف اوقات میں جن کانفرنسوں کا سلسلہ جاری ہے ان کے پس پردہ جو محرکات کارفرماہیں وہ صرف یہ ہیں کہ بڑی طاقتوں سے الگ الگ مار کھا کر یہ لوگ تھک گئے ہیں، اب ایک دوسرے کا سہارا لے کر ان سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔اس لیے جن کو کسی سپر طاقت کا اعتماد حاصل ہے اوران کو کسی بیرونی جارحیت سے تحفظ میسر ہوگیاہے وہ ان کانفرنسوں کے اغراض و مقاصد سے کچھ زیادہ دلچسپی کا اظہار بھی کررہے اور مسلم برادر ملکوں کے دشمن ممالک سے احتراز کرنے کی ضرورت بھی کم محسوس کرتے ہیں۔یہ لوگ توپوں سے لڑجاتے ہیں، بموں سے دست و گریبان ہونے کو تیار رہے ہیں، دشمن طاقتوں کے حضور سجدہ ریز ہوکر ذلت کی گھڑیاں بسر کرسکتے ہیں مگر یہ بات ان کو گوارا نہیں ہے کہ اسلام کی راہ اختیار کرکے سرفراز ہوں، ان کو خدا سے نفس، رسول سے طاغوت، اسلام سے بے دینی اور وحدت ملی سے اپنی اپنی نجی قسم کی سیادت زیادہ عزیز ہے۔اس لیے یہ کانفرنسیں ابھی تک ملت کے روگوں کی دوا تلاش کرنے میں ناکام ہیں۔

غور فرمایئے! یہ سربراہ اُٹھے ہیں کہ کس طرح عالم اسلامی کے اتحاد کی داغ بیل پڑے، لیکن ان مدعیوں کا حال یہ ہے کہ پاکستان میں تشریف لاکر بقول وزیر اعظم پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بنگلہ دیش کو تسلیم کرے۔یعنی پاکستان سے وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم پاکستان کی وحدت کو ختم کرکے اس کو پارہ پارہ کرتے ہیں اور آپ اس پر انگوٹھا لگادیں۔...... غور کیجئے! جو لوگ، برادر ملک کی ملکی وحدت اور عافیت کے ٹکڑے کرنے کی سفارش کرسکتے ہیں وہ پورے عالم اسلام کے اتحاد کے لیے کہاں تک مفید خدمات انجام دے سکیں گے؟

کانفرنس میں طے ہوتا ہے کہ قضیہ فلسطین مل کر حل کریں گے لیکن اگلے دن آواز آتی ہے کہ انور سادات نے اسرائیل سے کہہ دیا ہے کہ وہ امن کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں

سربراہ کانفرنس عالم اسلامی کے اتحاد اور باہم مواسات کی حد تک کہاں تک مخلص اور مفید رہی۔اس کا اندازا اس سے فرماسکتے ہیں کہ:

انور سادات لاہور سے سیدھے دہلی پہنچے اور جاکر یہ بیان داغ دیا کہ بھارت کو اسلامی سربراہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دینا چاہیے تھی۔

ملکی وحدت اور عافیت ہر ملک کا بنیادی مسئلہ ہوتا ہے، جو لوگ اندرون ملک اُٹھ کر اس کو پارہ پارہ کرنے جرأت کریں، چاہیے کہ ان کے خلاف سب صف آراء ہوں اوران کی حوصلہ شکنی کریں مگر ہوا یہ کہ جب شیخ مجیب الرحمٰن تشریف لائے تو سب سے زیادہ اس کو خوش آمدید کہا گیا۔گویا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اپنے، اپنے عوام کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ: اگر کوئی بد باطن اور قوم کا غدار شخص، دشمن اسلام طاقت سے ساز باز کرکے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے میں کامیاب ہو جائے تو اس کو ''زندہ باد'' کہنا چاہیے۔

جب لاہور میں کانفرنس ہو رہی تھی انہی مبارک لمحات میں عالم اسلامی کے اتحاد کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے دہلی میں بھارت سے دوستی کی پینگیں بڑھا رہے تھے، اور جن کو پہنچنے میں دیر ہو گئی انہوں نے اگلے دن دہلی پہنچ کر سجدہ سہو ادا کیا۔ کم از کم گھڑی پل تو صبر کرتے، آخر اتنی جلدی کیا پڑی تھی۔ ساری عمر پڑی تھی سرد مہری کی نمائش کا اہتمام ہزار بار کیا جا سکتا تھا۔ تازہ زخموں پر نمک پاشی کے لیے اتنی پھرتی اور چستی کا مظاہرہ کرنے سے پرہیز ہی کیا ہوتا تو کیا بہتر ہوتا۔

بھارت میں مسلم کشی کی جو گرم بازاری ہے اور برسوں سے جاری ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ بنگلہ دیش میں محب وطن پاکستانیوں کا جو حشر کیا گیا اور کیا جا رہا ہے، وہ شاید یہودیوں کا بخت نصر کے ہاتھوں بھی نہیں ہوا ہو گا، فلپائن میں مسلم کے خون کی جو ہولی کھیلی جا رہی ہے، مقبوضہ کشمیر میں، کشمیری مسلمانوں کو جس طرح اقلیت میں تبدیل کرنے کی سازشیں کی جا رہی ہیں، حیدر آباد دکن اور دوسری مسلم اکثریت کی ریاستوں میں مسلمانوں کو جس طرح غلامی کے شکنجہ میں کس دیا گیا ہے، اب یہ کوئی راز نہیں رہا، اگر یہ کانفرنس ان مظلوموں کے سلسلے میں بھی ہمدردی کے دو بول پاس کر دیتی تو کون سی قیامت قائم ہو جاتی؟

کانفرنس میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ اسلامی سربراہ کانفرنس میں ایک راہنما کا انتخاب بھی ہونا چاہیے، جس کی کمان میں اس کارروائی کا سفر جاری رکھا جا سکے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شرکاء سربراہوں کو یہ صدا کچھ اجنبی سی محسوس ہوئی یعنی وہ چاہتے ہیں کہ عالم اسلامی کے جس اتحاد کے لیے اتنے جانکاہ جتن کیے جا رہے ہیں اس کی نوعیت ''آوارہ اتحاد'' کی ہو۔ جس کانفرنس کے معزز شرکاء کے سوچنے کا انداز یہ ہو، غور فرمایئے! اس کا انجام کیا ہو گا؟

عالم اسلامی کے اتحاد کے لیے جمال الدین افغانی، علامہ اقبال، طباطبائی جیسے اکابر کے نام استعمال کیے جا رہے ہیں، کیا کبھی یہ بھی سوچا کہ ان کے نزدیک عالم اسلامی کے اتحاد کی نوعیت کیا تھی؟ بخدا! اس کی نوعیت بے امام نماز کی نہیں تھی اور نہ بے نماز امام کی تھی۔

ایک اسلامی برادر ملک نے کانفرنس کے دوران بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے پر میزبان ملک سے یہ گولی داغ کر اتحاد و اتفاق کی کوششوں کا ثبوت دیا کہیے جناب اسی طرح کے کچھ اور حقائق بھی ہیں، ادھر بھی نظر کرم ہو۔

کانفرنس سے واپسی پر گھر جا کر دو برادر ملکوں نے اپنی اپنی سرحدوں سے مہلک اسلحہ کی زبان میں باتیں کرکے کانفرنس کے اغراض و مقاصد کے سلسلے میں اپنے اخلاص کا ثبوت دیا۔

کانفرنس کی روئیداد کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں دفاعی، اقتصادی اور خارجہ اقتدار کے بارے میں باہمی تعاون کے کچھ ٹھوس فیصلے اور قرار دادیں سامنے نہیں آئیں، جن کے بغیر کانفرنس کی افادی حیثیت کچھ زیادہ روشن نظر نہیں آتی۔

------:::::------

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ثناء اللہ بلتستانی، مدینہ منورہ

اسلامی یونیورسٹی (مدینہ طیبہ)
کی تعلیمی وثقافتی خدمات کا
مختصر تعارف

سنگ بنیاد

جامعہ اسلامیہ (اسلامی یونیورسٹی) کا سنگ بنیاد 1381ھ، 1961ء میں مدینہ طیبہ میں رکھا گیا۔

جامعہ اسلامیہ کے اغراض ومقاصد

یہ جامعہ تمام دنیا کے مسلمان طالبان علوم دینیہ کے لیے قائم کی گئی ہے اور اس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

(الف) زیر تعلیم طلبہ کو ایسی خالص (نکھری ہوئی) دینی تعلیم دی جائے جس سے وہ اپنے آپ کو اسلامی تہذیب وثقافت سے آراستہ کر سکیں۔

(ب) ایسے دینی بصیرت رکھنے والے علماء ومبلغین تیار کیے جائیں جو اپنی تمام دینی ودنیاوی مشکلات کا حل قرآن حکیم، سنت نبویہ اور صحابہ کرام کی سیرت کی روشنی میں پیش کر سکیں۔

تعلیمی شعبے

اس وقت جامعہ کے اندر مندرجہ ذیل شعبوں میں تعلیمی خدمات انجام دی جارہی ہیں:

(الف) کلیۃ الشریعۃ (شریعت کالج) .... مدت تعلیم چار سال

(ب) کلیۃ الدعوۃ واصول الدین (دعوت واصول دین کالج)...... مدت تعلیم چار سال

ان دونوں کالجوں سے فارغ ہونے والے طالب علم کو اسلامیات میں ''اللیسانس[2]'' کی ڈگری۔

---

[2] اللیانس کا انگریزی (Licenciate) اور اُردو ''اجازت'' ہے۔ یہ ڈگری عرب ممالک میں کسی تعلیمی شعبہ میں قابل اعتماد لیاقت کی سند کے طور پر دی جاتی ہے جیسے اللیسانس فی الحقوق قانون میں، اللیسانس فی الشریعۃ دین وشریعت میں اور اللیسانس فی الدعوۃ دعوت واصلاح میں بعض یورپین ممالک کی یونیورسٹیاں بھی اس نام سے ڈگری دیتی ہیں۔ پاکستان میں بھی جامعہ اسلامیہ بہاولپور اور بعض غیر سرکاری دینی مدارس میں کالج کی سطح کے تعلیمی درجوں کے نام درجۃ الاجازہ ہیں۔ ڈگریوں کے باہمی معیار کے سلسلہ میں بعض معروف عصری تعلیم کی یونیورسٹیوں نے بھی مدینہ یونیورسٹی کی اس سند کے حامل کو اپنے ہاں سے ڈاکٹریٹ (Ph.D) کرنے کی اجازت دے رکھی ہے بشرطیکہ پہلے ایم اے (اسلامیات وغیرہ) کا امتحان پاس کرے ایسے سکالر کا ایم اے ڈاکٹریٹ کی تمہید شمار ہوتی ہے اور اس کی مدت ڈاکٹریٹ کی تین سالہ مدت سے منہا کی جاتی ہے۔ یہ فیصلہ چند سال قبل پنجابی یونیورسٹی نے کیا تھا۔ دینی تعلیم کے سرکاری سرپرستی سے محروم ہونے اور ناقدری کے اس دور میں یہ اقدام قابل قدر ہے۔ اس کے بعد سے اب تک مدینہ یونیورسٹی کے کئی پاکستانی (اللیسانس) بلکہ عرب فضلاء بھی پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے کر چکے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) المعھد الثانوی: (سیکنڈری سکول .... مدت تعلیم تین سال

اس درجہ سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو ثانوی تعلیم سے فراغت کا سرٹیفیکیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مذکورہ بالا دونوں کالجوں میں سے کسی ایک میں داخلہ مل سکتا ہے۔

(د) المعھد المتوسط (مڈل سکول) .... مدت تعلیم تین سال

اس درسگاہ سے فارغ ہونے کے بعد طلبہ کو متوسط (مڈل) کا سرٹیفیکیٹ دیا جاتا ہے جس کی بنا پر المعہد الثانوی (سیکنڈری سکول) میں داخل مل سکتا ہے۔

(ہ) شعبہ زبان عربی: اس شعبہ میں ان غیر عرب طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے جو عربی زبان کمزور ہونے کی بنا پر مذکورہ بالا شعبوں میں داخلہ نہیں لے سکتے۔

طلبا کی تعداد

اس تعلیمی سال 1393ھ، 1394ھ میں طلبا کی تعداد 1650 تک پہنچ چکی ہے۔ یہ طلبہ 80 سے زیادہ ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

طلبا کے لیے سفری سہولتیں

جن طلبا کے داخلہ کی درخواست منظور ہو جاتی ہے ان کو حسب ذیل سفری سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں:

(الف) طلبہ کو وزارت داخلہ و خارجہ سعودیہ کی رضا مندی سے ویزا کی ترسیل کے ساتھ ساتھ ان کے وطن سے مدینہ منورہ تک سفر کے لیے (ہوائی جہاز کا) ٹکٹ بھیجا جاتا ہے۔

(ب) تعلیم کے دوران ہر تین سال بعد طلبہ کو موسم گرما کی چھٹیاں اپنے رشتہ داروں میں گزارنے کے لیے (ہوائی جہاز سے) آمدورفت کا ٹکٹ دیا جاتا ہے۔

(ج) فارغ ہونے کے بعد طلبا کو اپنے وطن واپس جانے کے لیے ہوائی جہاز کا ٹکٹ مہیا کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ایسے طلبا اپنی کتابیں وطن منتقل کرنے کے لیے جامعہ سے تمام مصارف حاصل کر سکتے ہیں تاکہ اپنے وطن پہنچ کر دعوت و تدریس کے کام کو پوری تحقیق اور ذمہ داری سے انجام دے سکیں۔

رہائشی سہولتیں

طلبا کی رہائش کے لیے جامعہ کے وسیع احاطے میں ہوسٹل کا انتظام کیا گیا ہے جس میں کمرے ہر قسم کے ضروری فرنیچر سے آراستہ ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ثقافتی واجتماعی سرگرمیاں

جامعہ میں تعلیم وتدریس کے علاوہ حسب ذیل سرگرمیاں بھی جاری رہتی ہیں:

(الف) **خطبات:** جامعہ میں ہر سال تعلیم کے دوران علمی خطبات[3] (لیکچروں) کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اس طرح طلبہ اور شہر کے اہل ذوق حضرات، عالم اسلام کے مشہور مفکرین، اہل علم اور اصحاب دانش سے استفادہ کرتے ہیں۔

(ب) **تقریری مشق وتمرین:** جامعہ کے شعبہ اجتماعات کے زیر نگرانی طلبہ کی ایسی مجالس منعقد کی جاتی ہیں جن میں وہ خطابت (تقریر) کی مشق کرتے ہیں۔ ساتھ ہی ان مجالس میں مشاعرہ، بیت بازی اور علمی مباحثات کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ سب سرگرمیاں جامعہ کے مدرسین اور شعبہ اجتماعات کے نگرانی حضرات کی زیر سرپرستی انجام پاتی ہیں۔

(ج) **جسمانی ورزش:** مذکورہ بالا مشاغل کے ساتھ ساتھ جامعہ میں طلبہ کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ورزش اور مناسب کھیلوں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے مثلاً ویٹ لفٹنگ، پیراکی، رسہ کشی، دوڑ، والی بال، اور باسکٹ بال وغیرہ۔

(د) **سیر وسیاحت:** طلبہ کے لیے تعلیم اور تعطیل کے زمانہ میں مختلف مقامات کی سیر اور پکنک منانے کا انتظام کیا جاتا ہے اس طرح طلبہ کو اہم تاریخی مقامات کا مشاہدہ اور مختلف دیہات وقصبات میں دعوت وتبلیغ کی عملی تربیت حاصل ہو جاتی ہے۔

درسی کتب اور لائبریریاں

جامعہ میں داخلہ لینے والے تمام طلبہ کو درسی کتب مفت مہیا کی جاتی ہیں نیز جامعہ کی متعدد لائبریریوں میں مفید اور گراں قدر کتابوں کا خزانہ موجود ہے جس سے طلبہ استفادہ کرتے ہیں؟

طبی سہولتیں

جامعہ میں ایک ڈسپنسری کا بھی انتظام کیا گیا ہے جس میں طلبہ کے علاج ومعالجہ کے لیے تجربہ کار ڈاکٹر مقرر ہیں۔ اس ڈسپنسری میں طلبہ کو علاج ومعالجہ اور ادویہ مفت مہیا کی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ایکسرے لیبارٹری اور دیگر ناگزیر ضروریات کا انتظام کیا گیا ہے۔

ذرائع آمدورفت

جامعہ کی طرف سے طلبہ کے لیے ہوسٹل سے شہر تک آمدورفت کے لیے بسوں کا انتظام کیا گیا ہے جن کے ذریعہ طلبہ صبح وشام اور دوپہر کو شہر سے جامعہ اور جامعہ سے شہر آسکتے ہیں۔

---

[3] ایسا انتظام حج کے موقعہ پر خصوصی طور پر منٰی کے میدان میں جہاں جامعہ کی طرف سے طلبہ اور اساتذہ کے علیحدہ خیمے لگتے ہیں، بھی کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

ماہانہ وظائف

جامعہ کی طرف سے ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ ملتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) دونوں کالجوں کے ہر طالب علم کے لیے تین سو ریال ماہانہ

(ب) شعبہ عربی، مڈل سکول اور سیکنڈری سکول کے ہر طالب علم کے لیے ڈھائی سو ریال ماہانہ

حرف آخر

یہ تمام خدمات اور سہولتیں پورے عالم اسلامی کے نوجوانوں کو بلا استثنا پیش کی جاتی ہیں۔اس کا واحد محرک اس فرض کی ادائیگی ہے جو مسلمان کی خیر خواہی کیلئے دینی رشتے کی بنا پر جامعہ پر عائد ہوتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی مقصود ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسلامی ثقافت و تہذیب کے اثرات زیادہ سے زیادہ دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل سکیں اور نوجوانوں کا ایسا گروہ تیار ہو سکے جو پوری یکسوئی کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے میدان میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ عملی شکل ہے۔اس تضامن اسلامی (اسلامی ممالک کے اتحاد و تعاون) کی جس کے جھنڈے کو بلند کرنے کی سعادت جلالۃ الملک فیصل بن عبد العزیز سرپرست اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ اور خادم الحرمین الشریفین کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ جلالۃ الملک کو ہر قسم کی آفتوں اور فتنوں سے حفاظت میں رکھے اور ایسے کارنامے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے جو بارگاہ الٰہی میں مقبول اور پسندیدہ ہوں۔ واللہ الموفق۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

------::::::-----

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدینہ منورہ سے ایک مکتوب

بخدمت گرامی حافظ عبدالرحمٰن صاحب مدنی، مدیر اعلیٰ مجلہ "محدث" لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمیں اس اطلاع سے سخت ذہنی تکلیف اور روحانی صدمہ پہنچا ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں ایک فلم "فجر اسلام" (Dawn of Islam) کے نام سے دکھلائی جارہی ہے معلوم ہوا ہے کہ اس فلم میں عہد رسالت کے مناظر بھی دکھائے گئے ہیں اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کا کردار فلم میں نہیں دکھایا جائے گا، لیکن ہماری اطلاع کے مطابق صحابہ کرام میں سے بعض کا کردار اس فلم میں اس فلم اسٹاروں نے ادا کیا ہے جن کا اخلاقی دیوالیہ پن اظہر من الشمس ہے۔

ہم اس حادثہ پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ پاکستان جس سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی امیدیں اسلام کے شیدائی لگائے بیٹھے ہیں اس مملکت میں اسلام کی ایسی جگ ہنسائی ہوئی اور توحید کے مثالی فرزندوں کی توہین ہوئی، اس المیہ پر جس قدر رنج و غم کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

عالم اسلام کے تمام علمائے حق کا اس پر کامل اتفاق ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات و کردار پر فلم بنانا، اس کو پردہ سکرین پر پیش کرنا، اور اس باب میں کسی قسم کا تعاون کرنا، کتاب و سنت کی روشنی میں قطعی حرام اور ناجائز حرکت ہے اور یہ کہ ایسی فلم کی نمائش پیغمبر اسلام سید العرب والعجم محمد رسول اللہ ﷺ کی توہین و تذلیل ہے۔

لہٰذا ہم حکومت سے پُر زور احتجاج اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس رسوائے زمانہ فلم کی نمائش فوراً بند کی جائے اور آئندہ کے لیے اس قسم کی حرکتوں کے سدباب کا انتظام کیا جائے، ہم اراکین قومی اسمبلی اور ممبران سینٹ سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ان کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے ذرا بھی محبت ہے تو وہ اپنی اولین فرصت میں اس قسم کی اسلام دشمن حرکتوں کے سدباب کے لیے بل پیش کریں اور کامل اتفاق رائے سے اس کو منظور کرکے ان نام نہاد مسلم ملکوں کو نمونہ دکھائیں جنھوں نے ایسی ناپاک جسارت کی ہمت افزائی کی ہے کہ اسلام کے سچے شیدائی اب بھی روئے زمین پر باقی ہیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہماری آواز بصحرا ثابت نہ ہوگی، والسلام

من جانب۔ پاکستانی طلباء جامعہ اسلامیہ۔ مدینہ منورہ

----::::-----

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب اختر راہی، ایم اے

سلسلہ مصنفین درس نظامی

مُلّا صدر الدین شیرازی

محمد بن ابراہیم ملقب بہ صدر الدین شیرازی 979ھ یا 980ھ میں شیراز میں پیدا ہوئے۔ عام طور پر اخوند ملّا صدرا یا صدر المتالہین کے نام سے معروف ہیں۔ ملا موصوف بااثر اور صاحب حیثیت خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اس لیے والد نے ذہین اور محنتی بیٹے کی تعلیم وتربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ابتدائی تعلیم شیراز میں ہوئی۔ والد کے انتقال کے بعد اصفہان چلے گئے۔

اصفہان اس زمانے میں ایران کا دارالحکومت تھا۔ صفوی خاندان کی تشویق اور دلچسپی کی بنا پر اصفہان کے مدرسوں میں علم و فضل کا چرچا تھا۔ علم کے سوتے جاری تھے اور طالبان علم ملک کے گوشے گوشے سے اصفہان کی علمی مجلسوں کا رخ کرتے تھے۔ ملا موصوف نے شیخ بہاؤ الدین عاملی (م 1031ھ) اور ایرانی فلسفی میر باقر داماد (م 1041ھ) کے حضور زانوئے تلمذ طے کیا۔ ایک روایت ہے کہ اس عرصے میں میر ابوالقاسم مندرسکی سے بھی اکتساب علم کیا جو عارف وزاہد ہونے کے علاوہ بے نظیر ریاضی دان تھے۔

زمانے کا دستور ہے کہ ذہین اور قابل لوگوں کے حاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ ملا صدرا بھی اس کلیے سے مستثنیٰ نہیں۔ حاسدوں کی ریشہ دوانیوں سے تنگ آکر گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ اصفہان سے نقل سکونت کرکے "قم" کے نزدیک "کھک" نامی گاؤں میں کافی عرصہ تنہائی کی زندگی گزاری اور مجاہدہ نفس میں مشغول رہے۔ غالباً صدرالدین شیرازی کی طبیعت میں فلسفیوں کی روایتی گرم مزاجی نہ ہونے کی وجہ یہی مجاہدہ نفس اور ریاضت ہے۔

مثل ہے کہ "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" ملا موصوف کی شہرت پھیلنے لگی۔ دور دور سے طالبان علم "قم" حاضر ہونے لگے۔ اس عرصے میں فارس کے حاکم اللہ وردی خان نے ان کے آبائی وطن شیراز میں ایک درس گاہ قائم کی اور ملا کو وطن آکر خدمات علمی انجام دینے کی دعوت دی۔ شاہ عباس ثانی کی سفارش پر ملا نے اس دعوت کو قبول کرلیا اور شیراز میں رونق مجلس علم بن گئے۔ ان کے زیر نگرانی مدرسہ اللہ وردی خان اہم علمی مرکز بن گیا۔ اور "مدرسہ خان ایران" کے نام سے اس کی شہرت دور و نزدیک پھیل گئی۔

وفات: کہا جاتا ہے کہ ملا موصوف نے سات بار پاپیادہ حج کیا اور ساتویں بار سفر حج سے واپسی پر بصرہ میں 1050ھ مطابق 1640ء میں دنیا فانی سے رحلت کرگئے۔

آثار و تالیفات

ملّا صدرالدین شیرازی کی زندگی تین واضح ادوار میں منقسم ہے۔ پہلا دور شیراز اور اصفہان میں حصول تعلیم کا دور ہے۔ دوسرا دور "کھک" کی پرسکون زندگی پر مشتمل ہے اور تیسرا دور شیراز میں تدریس و تعلیم کا زمانہ ہے۔ تیسرے دور میں ان سے سینکڑوں طلبہ نے استفادہ کیا۔ طلبہ کی راہنمائی کے لیے بیسیوں کتابیں تالیف کیں۔ ان کی "48" کتابوں کے نام تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک فارسی زبان میں ہے باقی سب ہی عربی زبان میں ہیں۔ ان کی کتابوں کا موضوع حکمت و عرفان، فلسفہ اور علوم دینیہ میں چند اہم کتابوں کے نام اور تعارف درج ذیل ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1)الاسفار الاربعہ: ملا موصوف کی فلسفیانہ کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔اس کا دوسرا نام ”الحکمۃ المتعالیہ فی المسائل الربوبیہ“ ہے۔اس کی پہلی جلد وجود و اعراض پر، دوسری طبعیات پر، تیسری الٰہیات پر اور چوتھی نفس پر ہے۔ایران میں چھپ گئی ہے۔دارالترجمہ عثمانیہ نے اُردو ترجمہ کرایا تھا۔مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

”حکومت آصفیہ کے دارالترجمہ نے فلسفہ کی اس ضخیم کتاب کا اُردو میں ترجمہ کرا دیا ہے جس کی پہلی جلد کا ترجمہ خاکسار نے اور باقی جلدوں میں سے ایک کا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اور دوسرے حصے کا مولوی میرک شاہ کاشمیری نے کیا ہے۔“

(2)شرح ہدایت الحکمت: اثیر الدین ابہری کی ”ہدایت الحکمت“ کی شرح درس نظامی میں شامل ہے جو ”صدرا“ کے نام سے مشہور ہے۔

(3)حاشیہ حکمت الاشراق: شیخ شہاب الدین مقتول کی مشہور کتاب حکمت الاشراق کا معروف حاشیہ ہے۔

(4)حاشیہ شرح تجدید: علامہ علی بن محمد قوشجی (م879ھ) نے ”تجدید“ کی شرح لکھی۔اس شرح پر ملا صدرالدین نے حاشیہ لکھا۔

(5)الشواہد الربوبیہ فی المناہج السلوکیہ

(6)اکسیر العارفین

(7)تفسیر سورہ واقعہ

(8)تفسیر بعض السور

(9)رسالہ صدرالدین شیرازی: آٹھ رسالوں کا مجموعہ ہے۔

(10)الرسالۃ العرشیہ: مسئلہ معاد پر رسالہ ہے شیخ احمد احسائی بانی فرقہ شیخی نے اس کی شرح لکھی ہے۔

(11)شرح اصول السکاکی

(12)المبداء والمعاد: ایک حصہ ربوبیات اور دوسرا حصہ نفس کے موضوع پر ہے۔

(13)اسرار الآیات وانوار البنات

(14)الواردات القلبیہ

(15)کسر اصنام الجاہلیہ

(16)شرح اصول کافی: شیخ کلینی کی کتاب ”اصول کافی“ کے ایک حصہ کی شرح ہے

(17)مشاعر: شیخ احمد احسائی نے ”مشاعر“ کی بھی شرح لکھی ہے۔

تلامذہ

ملّا صدرالدین شیرازی کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل افراد نہایت نمایاں ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مّلا محسن فیض کاشانی (م 1091ھ)

مولانا عبدالرزاق لاہیجی

مآخذ

تاریخ ادبیات ایران ص 107۔108

Aliterary History of Persia براؤن

حکمائے اسلام ج2... عبدالسلام ندوی

تذکرہ شاہ ولی اللہ... مناظر احسن گیلانی

------:::::------

انتخاب،

عکس تحریر حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

تعارف

(از جناب مولانا مسعود عالم صاحب ندوی مرحوم کٹلا گر خدا بخش لائبریری پٹنہ)

مقابل کے صفحہ پر حضرت شاہ صاحب کی جس تحریر کا عکس ہے اس کے متعلق چند سطریں پیش خدمت ہیں:

ہمارے یہاں مشرقی کتاب خانہ پٹنہ (خدا بخش لائبریری) میں صحیح بخاری کا ایک مکمل نسخہ شیخ محمد بن شیخ پیر محمد بن شیخ ابوالفتح بلگرامی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ اس لحاظ سے بہت قیمتی ہے کہ یہ شاہ صاحب کے حلقہ درس میں استعمال ہوا ہے اور اس پر ان کے دست خاص کا لکھا ہوا اجازت نامہ ثبت ہے نیز شاگرد (محمد بن پیر محمد یہ پورا نسخہ جن کا لکھا ہوا ہے) کے آخری نوٹ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ استاد کی نگرانی میں شاگرد نے اس کی تصحیح کی تھی۔ مزید برآں شاہ عالم بادشاہ (1173۔1221ھ) کے حکم سے 1184ھ میں کسی محمد ناصح صاحب نے نسخہ کی مزید تصحیح کی اور اعراب لگایا۔ یہ اجمالی خاکہ تھا۔ نسخہ کی اہمیت کے پیش نظر تھوڑی تفصیل اور دستخطی تحریروں کے کچھ نمونے دیے جاتے ہیں۔

صحیح بخاری کا یہ نسخہ دو جلدوں میں ہے پہلی جلد میں 270 ورق ہیں۔ دوسری جلد میں 404 ورق (808 صفحات) میں کتاب صفحہ 749 پر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی صفحہ کے آخر میں شیخ محمد بن پیر محمد کی مندرجہ ذیل دستخطی تحریر ہے۔

ثم الکتاب الجامع الصحیح اللامام..... محمد بن اسماعیل الجعفی البخاری فی المسجد الجامع الفیروزی علی ساحل نہرا الجوت فی محروسۃ الدھلی (کذا) یوما الاربعاء سادس شعبان المعظم فی سنۃ ۱۱۵۹..... بید احقر العباد شیخ محمد بن شیخ پیر محمد...... مع قراءتہ من الاوّل الی الاخر و تصحیحہ مرۃ بعد اخری فی خدمۃ قدوۃ علماء الزمان...... الشیخ ولی اللہ العمری ۔ الخ

اسی صفحہ کے حاشیہ پر محمد ناصح کی تحریر یہ ہے۔

بحمد اللہ...... تصحیح واعراب صحیح بخاری بحکم اقدس حضرت شاہ عالم بادشاہ..... در سنہ یکہزار و یک صد و ہشتاد و چہار ہجری فقیر محمد ناصح..... باتمام رسانید۔" یہاں تک خط صاف نستعلیق ہے۔

اس کے بعد صفحہ 750 سے صفحہ 757 تک حضرت شاہ صاحب کے دستخطی اجازت نامے ہیں۔ ہر ہر کتاب کی الگ الگ اجازت ہے۔ پوری سند کے ساتھ خط نہایت پاکیزہ، کشادہ وصاف اور نسخ و نستعلیق کے درمیان ہے۔ روشنائی اب تک واضح ہے۔ اوّل اور آخر کا کچھ نمونہ دیا جاتا ہے۔

الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات.... اما بعد فان اخانا فی اللہ عزوجل الفاضل الصالح الشیخ محمد بن شیخ پیر بن الشیخ ابی الفتح.... قرا الجامع الصحیح..... وقرا علی ایضا اطرافا من سائر الکتب السنۃ ومن

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

موطا الامام مالك بن انس ومن ...... ومن.... فاجزت له ان يردی ان كل ماصح عنده انه من مرویاتی.....
كتبه بيده الفقير الى رحمة الله الكريم الودود ولی الله احمد بن عبدالرحيم بن وجيه الدين بن معظم..... العمری
نسبا الدهلوی ولهنا الاشعری عقيدة الصوفی طريقه الحنفی عملا والحنفی الشافعی تدريسا خادم التفسير
والحديث والفقه والعربية والكلام وله فی كل ذلك تصانيف والحمدلله اولا واخرا..... كان يوم الثلثاء الثالث
والعشرين من الشوال (كذا) سنة ۱۱۵۹-

ان اجازت ناموں کے بعد کتب خمسہ کی کچھ حدیثیں (اطراف) درج ہیں اور ص 771 تا ص 807 تک شاہ صاحب کی تالیف (الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین) ہے جو شیخ پیر محمد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

آخر میں پھر ایک اجازت نامہ ہے جو شاہ صاحب کے دست خاص کا لکھا ہوا ہے۔ مختصر ہونے کے باعث اس کا عکس لینا مناسب معلوم ہوا۔ خط کی شان اور زبان کی حلاوت یکساں ہے صرف اس کے حروف کچھ اُڑے ہوئے ہیں۔ سیاہی اپنی رونق کھو رہی ہے۔ ممکن ہے عکس کے پڑھنے میں کچھ دشواری ہو۔ اس لیے یہ مختصر اجازت نامہ یہاں بھی درج کر دیا جاتا ہے.... اس تعارف کا اس سے بہتر کا تمہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

الحمدلله قرا على هذه الرسالة كلها صاحب النسخة اخونا الصالح الشيخ محمد احسن الله تعالى اليه و اصلح حاله فاجزت له روايتها عنی علی ان فيها بعض شئ من الخلل فی خبط الاسماء لا سيما اسما المغاربة لم نتضرغ لتصحيحها ساعتنا هذا وعسى ان يسير الله تعالى لنا ذلك فی الزمان المستقبل-

كتب هذا السطور مولفها الفقير ولی الله عفی عنه اوائل محرم سنة ۱۱۶۰ اخر الساعة من يوم الجمعه والحمدلله تعالى اولا واخرا وظاهرا وباطنا-

-------:::::-----

ٹوٹاہوا پتھر

لال قلعہ (دہلی) کی سیر کرنے والا جب اس کی بلند و بالا عمارتوں سے گزر کر "میوزیم" میں پہنچتا ہے تو جو چیز اسے دیکھنے کو ملتی ہیں ان میں سے ایک وہ ٹوٹا ہوا پتھر بھی ہے جو ایک کونے میں رکھا ہوا ہے۔

اس پتھر پر کسی "خاص محل" کا قطعہ تاریخ کندہ ہے جو 1642ء میں مغل شہنشاہ نے بنوایا تھا۔ مگر یہ خاص محل آج موجود نہیں ہے۔ البتہ یہ پتھر دہلی کے پرانے قلعے میں پڑا ہوا پایا گیا تھا۔ وہاں سے اُٹھا کر لال قلعہ کے میوزیم میں رکھ دیا گیا۔

اس ٹوٹے ہوئے پتھر پر جو فارسی قطعہ درج ہے اس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

ہمیشہ باد بزیر سپہر بو قلموں

یعنی "خاص محل" تعمیر کرنے والے بادشاہ کی سلطنت آسمان کے نیچے ہمیشہ قائم رہے مگر آج نہ وہ بادشاہ ہے اور نہ وہ خاص محل۔ صرف ایک ٹوٹا ہوا پتھر اس بات کی یادگار کے طور پر باقی ہے کہ تین سو برس پہلے کسی بادشاہ نے ایک ایسا محل بنوایا تھا۔

جب بھی کسی کو زمین پر سلطنت حاصل ہوئی ہے تو اس نے یہی سمجھا کہ وہ ہمیشہ اس دنیا کا حکمران رہے گا مگر زمانے نے کبھی کسی بادشاہ کے اس خیال کی تائید نہیں کی۔ مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اگلا حکمران جو پچھلے حکمران کے "ٹوٹے ہوئے پتھر" کو لے کر میوزیم میں رکھتا ہے وہ دوبارہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس کی حکومت ہمیشہ زمین پر باقی رہے گی۔

مانع حمل ادویہ کے بُرے اثرات

کیلیفورنیا کے ایک ڈاکٹر نے جو امریکن کینسر سوسائٹی کے ڈائریکٹر بھی ہیں۔ ان مانع حمل گولیوں کے کے مزید پہلوی اثرات (Side Effects) کا سراغ لگایا ہے۔ یہ اثرات اس قسم کے ہیں کہ ہر اس عورت کو جو ان گولیوں کو استعمال کرتی ہے۔ ان اثرات پر سنجیدگی کے ساتھ توجہ دینی چاہیے۔ خواہ ماہر امراض نسوانی اس کو کتنا ہی یقین دلائے کہ ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ڈاکٹر آٹو سرٹوری (Dr. Otto Srrtorius) کہتے ہیں۔ وہ عورتیں جو ان گولیوں کو استعمال کرتی ہیں ان کی چھاتیوں میں مستقل طور پر ایسے تغیرات واقع ہوتی ہے جن کو کسی صورت سے دفع نہیں کیا جا سکتا جو عورتیں ان گولیوں کو کھاتی ہیں وہ ساری دنیا میں گولیوں سے پرہیز کرنے والی عورتوں کے مقابلے میں سرطان (کینسر) کی بیماری میں تقریباً تین گنا زیادہ مبتلا ہو جاتی ہیں۔

طبی مضامین میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان گولیوں کے استعمال کو ترک کر دینے سے "غیر معمولی تغیرات" ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر کذب ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اس بات کو بہت زور دے کر کہا ہے۔ موجودہ تحقیقات سے صاف طور پر عیاں ہوتا ہے کہ یہ گولیاں چھاتیوں میں ایسے مضر تغیرات کی موجب ہوتی ہیں جو تاحیات زائل نہیں ہوتے۔

شماریات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر سال ستر ہزار نئی عورتیں چھاتی کے سرطان میں مبتلا ہوتی ہیں اور ان میں سے پچاس فیصد پانچ سال کے اندر ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

راہی ملک عدم ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ سرطان سے اموات میں چھاتی کا سرطان سر فہرست ہے۔(''ہمدرد صحت'' اگست 3791ء)

سچ ہے کوئی کسی کا یار نہیں

عبدالرحمن عاجز

جو گناہوں پہ شرمسار نہیں	وہ حقیقت میں دیندار نہیں
زندگی پر تو اعتبار نہ کر	زندگی کا کچھ اعتبار نہیں
ہے مکاں پائیدار بھی تو کیا	جب تری ذات پائیدار نہیں
منزل سخت ہے ترے آگے	اور کوئی ساتھ غمگسار نہیں
خوف دنیا سے کچھ نہیں حاصل	گر تجھے خوف کردگار نہیں
دعویٰ دیں ہے دعویٰ باطل	گر طبیعت میں انکسار نہیں
راہ الفت نہ اختیار کرے	ہائے دل کو یہ اختیار نہیں
دل نے بھی اپنا ساتھ چھوڑ دیا	سچ ہے کوئی کسی کا یار نہیں
موت سے بھاگتا ہے تو عاجز	موت سے موت کو فرار نہیں

-----:::::------

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو شاہد، ایم اے

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب	:	آداب المریدین
مؤلف	:	شیخ ضیاء الدین سہروردی
مترجم	:	محمد عبدالباسط
ناشر	:	المعارف گنج بخش روڈ لاہور
قیمت	:	دس روپے

مسلمانوں میں ابتدا سے ایک ایسا گروہ رہا ہے جس کی زندگی یاد خداوندی اور ریاضت و عبادت کے لیے مخصوص تھی۔ اس گروہ نے دنیوی کشاکش سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور عوام کی انفرادی اصلاح کے لیے وعظ و نصیحت اور عبادت و ریاضت کی تلقین، زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔ ابتداء میں یہ گروہ کسی خاص نام سے موسوم نہ تھا مگر دوسری صدی میں یہ گروہ "گروہ صوفیہ" اور اس کا مسلک "تصوف" کہلایا۔

ان بزرگوں کی زندگی کا مقصد قرآن، سنت نبوی اور تعامل صحابہ کی پیروی تھا اور وہ اپنے اختیار کردہ طرز عمل کو قرآن و سنت کی احسن تعبیر خیال کرتے تھے۔ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ تصوف (احسان و سلوک) کے چشمہ صافی میں بدعات اور غیر اسلامی عقائد کی کثافتیں شامل ہوتی گئیں اور آج بقول مولانا عبدالماجد دریابادی:

"تصوف کی مسخ شدہ شکل یونانی اوہام، ایرانی تعلیمات، ہندی مراسم اور دیگر غیر اسلامی عناصر کا معجون مرکب ہے۔"

قدیم صوفیاء کی کتابوں اور ملفوظات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے پیش نظر اسوہ نبوی کی پیروی اور اس پر مداومت کے سوا کوئی مقصد نہ تھا۔ مثلاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، سلسلہ چشتیہ کے مسلم بزرگ تھے۔ ان کے ملفوظات کا مجموعہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے مرتب کیا۔ اس مجموعہ میں اوّل سے آخر تک نماز و عبادات کی تاکید اور اتباع سنت پر زور دیا گیا ہے۔ وضو وغیرہ کے مسائل میں بعض سنن پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ آج فرائض وضو پر بھی اس قدر پابندی نہیں ہوتی۔

تاہم بعض صوفیاء نے مروجہ نظام ہائے اخلاق و ریاست کے اثرات قبول کیے اور تصوف، احسان و سلوک کے بجائے فلسفہ کی حدود میں داخل ہوگیا۔ ابن عربی کی کتب فلسفہ اور یونانی افکار سے مملو ہیں۔ تصوف کے لٹریچر میں فلسفہ اور اخلاق دونوں پہلو بہ پہلو ہیں۔

ڈاکٹر اقبال نے ایک مکتوب میں لکھا ہے:

"تصوف کے ادبیات کا وہ حصہ جو اخلاق و عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت قابل قدر ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے طبیعت پر سوزوگداز کی حالت طاری ہے فلسفہ کا حصہ محض بیکار ہے اور بعض صورتوں میں میرے خیال میں قرآن کے مخالف۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

زیر نظر کتاب "آداب المریدین" کا اُردو ترجمہ ہے۔ مؤلف شیخ ضیاء الدین سہروردی چھٹی صدی ہجری کے بلند مرتبہ اہل علم و نظر تھے۔ سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی ان کے بھتیجے تھے۔ ان کی یہ کتاب صوفیا کے حلقوں میں بطور نصاب پڑھی جاتی ہے خواجہ گیسودراز نے اس کتاب کا ترجمہ کئی بار فرمایا اور یہ کتاب اکثر ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔

کتاب کے مطالعہ سے صوفیائے کرام کے اعتقادات اور سلوک کے آداب معلوم ہوتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں تصوف کا مفہوم کیا تھا اور صوفیہ کیا طریق کار اختیار کیے ہوئے تھے۔

کتاب 42 فصول پر مشتمل ہے اور صوفیہ کا نقطہ نظر شرح وبسط سے بیان کیا گیا ہے۔ "آداب سماع" پر نسبتاً طویل فصل ہے۔ سماع کے بارے میں خود صوفیاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک جماعت تو سماع کی سرے سے مخالف ہے اور اس عمل کو حرام قرار دیتی ہے جو جماعت سماع کی قائل ہے ان کے نزدیک بھی "سماع" کچھ پابندیوں کا متقاضی ہے۔ حضرت علی ہجویری نے اپنی تالیف "کشف المحجوب" میں ان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ "آداب المریدین" کا مؤلف بھی ان پر روشنی ڈالتا ہے۔

سماع صرف اس شخص کیلئے جائز ہے جس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو لیکن جس کا نفس زندہ اور دل مردہ ہو تو اس کے لیے جائز نہیں۔ (ص103)

سماع ایک ایسی چکنی پھسلنے والی زمین ہے جس پر صرف علماء کے قدم ہی ثابت رہ سکتے ہیں۔ ص(104)

سماع میں مشائخ لڑکوں کی موجودگی کو ناپسند کرتے ہیں۔ (ص105)

مجلس سماع کی ابتداء قرآن سے کرنی چاہیے اور اسی پر ختم کرنی چاہیے۔ (ص107)

بعض مریدین نے مشائخ کو کہا کہ کیا مشائخ سماع نہیں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا اگر تم ان جیسے ہو تو تم بھی سن سکتے ہو۔ (ص108)

کتاب میں حکمت آمیز اور حکمت آموز جملے جابجا ملتے ہیں مثلاً۔

اگر علم، عمل سے خالی ہو تو وہ عقیم (بانجھ) ہے اور اگر عمل، علم سے خالی ہو تو وہ سقیم ہے۔

تصوف کیا ہے؟ حضرت ابو بکر کتانی کہتے ہیں:

"تصوف تمام تر اخلاق ہی کا نام ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں گے۔ اس کا تصوف زیادہ ہوگا۔"

حضرت سہیل بن عبد اللہ سے حسن خلق کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا:

"ادنیٰ ترین اخلاق، تحمل اور ترک مکافات اور ظالم پر رحم اور اس کے لیے دعا کرنا ہے۔ یہ اخلاق متصوفین کے ہیں نہ کہ جو نام نہاد صوفیوں نے اختیار کر رکھے ہیں کہ وہ طمع کو ارادہ اور سوئے ادب کا نام اخلاص رکھتے ہیں اور حق سے فروخ کو "شطح" کہتے ہیں اور مذموم چیزوں سے تلذذ کو تطبیب (آزمائش) کہتے ہیں..... یہ صوفیاء کا طریقہ نہیں ہے۔" (ص35)

جب خواہش نفسانی غالب ہو جائے تو عقل غائب ہو جاتی ہے۔ (ص45)

مترجم نے رجال کے بارے میں مفید حواشی لکھے ہیں۔ ترجمہ دلچسپ ہے اور طباعت و کتابت "المعارف" کے روایتی انداز کے مطابق مثالی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

....

نام کتاب : تصوف اسلام

مؤلف : عبدالماجد دریابادی

ناشر : "المعارف" گنج بخش روڈ لاہور

قیمت : دس روپے

مولانا عبدالماجد دریابادی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ موصوف کی ابتدائی عمر تجدد پسندی اور فلسفہ زندگی کے عالم میں گزری اور ہر معاملے کو عقل کے ترازو میں تولتے تھے۔ بقول ان کے کسی زمانے میں وجود خداوندی میں بھی شک تھا مگر جب قرآن و سنت کی طرف رخ کیا تو عقل و فلسفہ کے تمام کانٹے ایک ایک کرکے چنے گئے۔ موصوف کو تصوف سے دلچسپی پیدا ہوئی تو آج سے تقریباً پچاس سال پہلے صوفیاء کی 9 کتابوں کا خلاصہ تیار کیا جو "تصوف اسلام" کے نام سے شائع ہوا۔ ایک عرصہ سے یہ کتاب مارکیٹ میں نہ تھی۔ ادارہ "المعارف" نے شائع کرکے کمی پوری کردی۔

عبدالماجد دریابادی نے جن بزرگوں کے افکار کا مطالعہ کیا ہے ذیل میں ان کے اسمائے گرامی مع کتب درج ہیں:

1۔ شیخ ابونصر سراج : کتاب اللمع

2۔ شیخ علی بن عثمان ہجویری : کشف المحجوب

3۔ شیخ ابوالقاسم قشیری : رسالہ قشیریہ

4۔ شیخ عبدالقادر جیلانی : فتوح الغیب

5۔ شیخ شہاب الدین سہروردی : عوارف المعارف

6۔ خواجہ نظام الدین دہلوی : فوائد الفواد

7۔ شیخ عطار : منطق الطیر

8۔ عبدالرحمٰن جامی : لوائح

9۔ احمد الواسطی : فقر محمدی

مولانا دریابادی نے پہلے مؤلف کتاب کے مختصر حالات مستند ماخذوں سے لکھے ہیں بعد میں کتاب کا جامع تعارف اور خلاصہ پیش کیا۔ مولانا نے دریا کوزے میں بند کردیا ہے۔ کتاب کے پہلے صوفی سراج ہیں جو چوتھی صدی میں گزرے ہیں اور آخری بزرگ احمد الواسطی ہیں جو نویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تصوف کس طرح مختلف منازل سے گزرا اور صوفیاء کے افکار متاثر ہوئے۔

کتاب قابل قدر ہے۔ "المعارف" نے اپنی روایتی آب و تاب کے ساتھ پیش کیا ہے۔

-----:رسالہ ختم شد:-----

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com